عوامی ورکرز پارٹی

منشور و دستور

عوامی ورکرز پارٹی کی چوتھی مندوب کانگریس منعقدہ لاہور

27 اپریل 2025 کی ترامیم کے ساتھ منظور شدہ

عوامی ورکرز پارٹی

عوامی ورکرز پارٹی

info@awppakistan.org

عوامی ورکرز پارٹی

منشور و دستور

عوامی ورکرز پارٹی کی چوتھی مندوب کانگریس منعقدہ لاہور

27اپریل2025 کی ترامیم کے ساتھ منظور شدہ

تقسیم کار و پبلشرز۔ عوامی ورکرز پارٹی

info@awppakistan.org

رابطہ

فیڈرل سیکریٹریٹ 201-204 پنوراما سینٹر نمبر 1 صدر، کراچی

فون: 0300-8228031 (اختر حسین) صدر

فون: 0300-6324033 (فرحت عباس خان) جنرل سیکریٹری

فون: 0333 7316807 (اثر امام) سیکریٹری نشرواشاعت

قیمت 50 روپیہ

فہرست

تعارف 3
ابتدائیہ: ملکی پس منظر 4
معروضی حالات اور ہماری پارٹی کی نظریاتی اساس 10
طبقاتی ساخت اور آج کی جدوجہد 10
سامراجیت کی مختلف اشکال 12
مذہب کا سیاسی استعمال اور اس کے سماجی و سیاسی مضمرات 14
قوموں کے مابین برابری کا سوال 16
پدرشاہی نظام اور عورت کی انسانی حیثیت سے برابری اور استحصال سے آزادی کا سوال 17
ہماری پارٹی کے بنیادی راہنما اصول 20
عبوری پروگرام 22
سیاسی پروگرام 22
معاشی پروگرام 24
سماجی پروگرام 27

دستور

پہلا باب: نام اور پرچم 29
دوسرا باب: رکنیت 29
تیسرا باب: پارٹی ڈھانچہ 30
چوتھا باب: جمہوری حقوق اور نظم وضبط 36
پانچواں باب: پارٹی انتخاب 37
چھٹا باب: ملکی پارلیمانی انتخابات 38
ساتواں باب: دیگر امور اور ضمیمہ 39

منشور

عوامی ورکرز پارٹی

تعارف:

1۔عوامی ورکرز پارٹی محنت کش اور محنت کار عوام کی نمائندہ ایک ترقی پسند، جمہوری اور سیکولر پارٹی ہے جس کا مقصد استحصال کی تمام اشکال سے نجات اور ریاست پر محنت کش عوام کی عملداری قائم کرنا ہے۔

2۔عوامی ورکرز پارٹی بائیں بازو کی تین سیاسی جماعتوں کے انضمام کے نتیجے میں وجود میں آئی۔

انضمام کرنے والی جماعتوں میں لیبر پارٹی پاکستان، عوامی پارٹی پاکستان اور ورکرز پارٹی پاکستان شامل تھیں۔عوامی ورکرز پارٹی کی انضمامی کانگریس 11 نومبر 2012 کو ایوان اقبال لاہور میں منعقد ہوئی جس میں ایک ڈرافٹ منشور پیش کیا گیا تھا۔اس ڈرافٹ منشور پر انضمامی کانگریس کے مندوبین کی تجاویز کی روشنی میں فیڈرل کمیٹی کے فیصلوں، قومی اکائیوں کی تجاویز اور پہلے خواتین مندوبین۔کنونشن منعقد 2 مارچ 2014 کو مدنظر رکھتے ہوئے نظر ثانی کی گئی۔نظر ثانی شدہ ڈرافٹ منشور اور دستور فیڈرل کمیٹی کی منظوری کے بعد پارٹی کی پہلی کانگریس 28-27 ستمبر 2014 اسلام آباد میں منظور کیا گیا اس کے بعد 16-15 اکتوبر 2016 کو کراچی میں منعقد ہونے والی دوسری، 12,13 مارچ 2022 میں لاہور میں منعقد ہونے والی تیسری کانگریس اور 27 اپریل 2025 کو لاہور میں منعقد ہونے والی چوتھی کانگریس میں ترامیم کے ساتھ مندرجہ ذیل منشور و دستور کو متفقہ طور پر منظور کیا گیا۔

ابتدائیہ

(ا) ملکی پس منظر

1۔ پاکستانی ریاست قائم ہونے کے سات دہائیوں بعد بھی شدید معاشی، سماجی، اور نظریاتی تضادات کا شکار ہے، برصغیر سے برطانوی سامراج کے جانے کے بعد نمودار ہونے والی اس ریاست نے عوام کو عالمی سامراجی یلغار اور جدید نوآبادیاتی ریاستی ڈھانچے کے شکنجے میں جکڑ رکھا ہے، گو کہ عوام کی غلامی شروع دن سے ہی جاری ہے تاہم سرد جنگ کے خاتمے کے بعد سامراجی صف بندیوں اور سرمایہ دارانہ معیشت میں تبدیلیوں کے باعث پاکستان کے اندرونی مسائل بڑھتے چلے گئے ہیں، ہر آنے والا حکمران فرسودہ نظام حکمرانی سے نجات کے نعرے لگاتا ہے مگر وقت کے ساتھ ساتھ، غربت، نفرت، اور تشدد میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔آج طبقاتی استحصال مختلف شکلوں میں بڑھتا جا رہا ہے۔ پاکستان کے اندر رہنے والی اقوام کی بے چینی دہائیوں سے جاری ظلم کے باعث عروج پر ہے۔ بدترین پدر شاہانہ روایت کے نتیجے میں لڑکیوں اور عورتوں کی زندگیاں اجیرن ہیں اور مذہب کے نام پر ہونے والی زیادتیوں سے سماج کی جڑیں کھوکھلی ہوگئی ہیں۔ جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کی سیاسی جماعتیں اس سب کچھ کو نہ سمجھنے اور نہ ہی تبدیل کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے جبکہ ملک کے سب سے طاقتور ادارے فوج نے اپنے تسلط کو بیرونی آقاؤں کی مدد سے مضبوط سے مضبوط تر بنا دیا ہے۔اس سماج میں رہتے ہوئے محنت کرنے والے کسان، مزدور اور درمیانی طبقے کی پیشہ ور خواتین، اقلیتوں اور مظلوم قوموں کا اس ظلم و جبر سے نجات کے کوئی آثار نہیں۔

.2۔ اس بگڑتی ہوئی صورتحال کی بنیادی وجہ فرسودہ معاشی و سماجی ڈھانچے ہیں جو کہ جدید نوآبادیاتی نظام کی علامت ہیں۔ ہمارے ہاں ایک طرف قبائلی و جاگیرداری باقیات موجود ہیں اور دوسری طرف بدترین سرمایہ دارانہ نظام جو کہ گلوبلائزیشن کی شکل میں گزشتہ دو دہائیوں سماج

کی ہر شے کو جنس میں تبدیل کر رہا ہے، گلوبلائزیشن کے مفکرین کا مؤقف رہا ہے کہ تاریخ کے خاتمے کا یہ فریب اب سامراجی جنگوں اور خود ترقی یافتہ ممالک کے اندر 2008 سے جاری عالمی سرمایہ دارانہ بحران کی شکل میں بے نقاب ہو چکا ہے۔ دنیا بھر میں منڈیاں تو آزاد ہو رہی ہیں لیکن عوام غلامی میں جکڑے ہوئے ہیں۔ سرد جنگ کے خاتمے اور متبادل عالمی نظام اور سوشلسٹ بلاک کے ٹوٹ جانے کے باوجود سرمایہ دار ممالک اور بالخصوص امریکہ نے نہ تو نیٹو کو ختم کیا اور نہ ہی اسلحے میں کمی کی، نہ ایٹمی ذخائر محدود کئے اور نہ دنیا بھر سے فوجی اڈوں کو ختم کیا بلکہ ترقی پذیر ممالک کے قدرتی وسائل پر قبضے اور سامراجی استحصال کو جاری و قائم رکھنے کے لئے نت نئے جتن اور نئے فوجی اڈے قائم کئے جا رہے ہیں۔

3۔ بیسویں صدی کے نصف آخر میں خاص طور پر سائنس اور ٹیکنالوجی نے جو ہمہ گیر اور ہوشربا ترقی کی وہ ایک طرف تو تہذیب انسانی کا عظیم سرمایہ ہے تو دوسری طرف اس بات کی بدولت سرمایہ دارانہ نظام کی پیداواری صلاحیت، استحصالی طاقت اور حربی اور استبدادی قوت میں بھی زبردست اضافہ ہوا ہے۔ سامراجی گلوبلائزیشن کی نو سامراجیت کی بنیادیں یہی ہیں۔ تاہم ٹیکنالوجی، سائنس اور تباہ کن اسلحے کی قوت پر قائم مارکیٹ اور منافع کا جدید سرمایہ داری نظام اپنے اندرونی تضادات کا خاتمہ نہیں کر سکا اور آج ایک نہ ختم ہونے والے مالی اور معاشی بحران کا شکار ہے۔

4۔ اس صورتحال نے دنیا بھر میں بشمول ترقی یافتہ ممالک کے اندر ایک نئی تحریک کو جنم دیا، جو ایک طرف گلوبلائزیشن کے معاشی و مالیاتی ہتھیاروں، یعنی ورلڈ بنک، ایشیائی ترقیاتی بنک، آئی ایم ایف، اور ڈبلیو ٹی او کی ان پالیسیوں کے خلاف ہے جو عوام دشمن ہیں اور دوسری طرف امریکہ اور اس کے حواریوں کی توسیع پسندی اور اس غاصبانہ قبضے کے خلاف ہے جو افغانستان اور عراق کے حوالے سے آج خاص طور پر بدنام زمانہ ہیں۔ بہرحال سرمایہ کہیں جنگ اور کہیں ترقی کے نام پر اپنی جڑیں مضبوط کرتا چلا جا رہا ہے۔ سرمائے کے راج کی ان تمام اشکال کو چیلنج کرنے کی

اشد ضرورت ہے اور اس ضمن میں بیسویں صدی کے سوشلسٹ تجربات سے سیکھنا ضروری ہے کہ صرف مادی ترقی اور جدید ٹیکنالوجی کے حصول سے نیا انسان دوست سماجی شعور نہیں ابھرتا۔

5 ۔ امریکہ پر ستمبر 2001 میں حملوں کے نتیجے میں امریکی جارحیت میں اضافہ ہوا ''دہشت گردی کے خلاف جنگ'' سامراجی طاقتوں اور ان کی گماشتہ ریاستوں کا دنیا پر بالادستی قائم کرنے کا ایک نیا ہتھیار بن کر سامنے آیا پاکستان پر بھی اس کے براہ راست اثرات پڑے۔ پاکستان میں حکومتیں، بالخصوص پاکستانی افواج ملک بننے کے بعد سے امریکی مفادات اور اس کی علاقائی حکمت عملی سے جڑی رہی ہیں اور اس پر فخر بھی کرتی ہیں پاکستان اور افغانستان میں مذہبی رجعت پسند عناصر اور ان کے بنیاد پرستانہ نظریات اور ان کے شدت پسندانہ عزائم کو امریکی پشت پناہی سے پاکستان کی خفیہ ایجنسیوں نے ایک طویل عرصے تک پروان چڑھایا۔

''جہاد اور جہادی'' چند سال تک پاکستانی حکمرانی کا یہی تکیہ کلام نہیں تھا بلکہ امریکہ کے ذرائع ابلاغ اور حکومتی اہلکار بھی اس کا ذکر کھلے عام کرتے تھے لیکن 2001 میں افغانستان پر امریکی اور نیٹو افواج کے حملے کے بعد اس بیانئے میں تبدیلی لائی گئی اور لفظ جہاد کی جگہ بنیاد پرستی، شدت پسندی اور دہشت گردی اور وار آن ٹیرر کے الفاظ نے لے لی۔

6 ۔ گزشتہ 15 سالوں میں پاکستان سمیت دنیا بھر میں وار آن ٹیرر کی آڑ میں ریاستی ادارے اور خاص طور پر فوجی اسٹیبلشمنٹ مضبوط تر ہوتے چلے گئے، پاکستانی پارلیمان نے جنوری 2015 میں آئینی ترمیم کر کے فوجی عدالتوں کے قیام کو ممکن بنا دیا جس کے بعد سے فوجی اسٹیبلشمنٹ کے اختیارات لامحدود ہو گئے، دائیں بازو کے شدت پسند حلقوں کے خلاف اگر کارروائیاں ہوتی بھی ہیں تو اس سے قطع نظر اپنے حقوق کے لئے جدوجہد کرنے عام محنت کش بھی ان ہی عدالتوں اور قوانین کی لپیٹ میں آ رہے ہیں اور امکان موجود ہے کہ آنے والے سالوں میں دہشت گردی کو ختم کرنے کی آڑ میں عوامی حلقوں پر ریاستی جبر میں اضافہ ہوگا۔

7 ۔ اس خطے پر سامراجی غلبہ اور حملہ، دہشت گردی کے خلاف جنگ اور فوجی آپریشن

نے عوام کی زندگی کو بری طرح متاثر کیا ہے، بلوچستان، کراچی پختون خوا اور فاٹا میں فوجی آپریشنز اور ملک بھر میں دہشت گردی کے واقعات نے عوام اور خاص طور پر عورتوں اور بچیوں کا گھروں سے نکلنا محال کر دیا ہے، مسخ شدہ لاشوں کا ملنا روز کا معمول ہے، اسکول اور ہسپتال بند ہو گئے ہیں، جبری نقل مکانی کرنے سے عوام کے حالات مزید مخدوش ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ اس وقت صرف فاٹا سے جبری نقل مکانی کر کے کیمپوں میں رہنے والوں کی تعداد 50 لاکھ تک جا پہنچی ہے، اس جنگ و جدل، فوج گردی اور اسلحے کی بھرمار نے ایک طرف پدرشاہی، طبقاتی جبر اور ملکی معاشی کمزوری کو عمومی طور پر مزید تقویت دی ہے تو دوسری طرف دہشت گردی نے عوام کی آزادی کے حقیقی سوالات کو ملکی سیاست سے غائب کر دیا ہے۔

8۔ ویسے تو اسٹیبلشمنٹ شروع دن سے ہی طاقتور رہی ہے۔ فوجی جرنیلوں نے نہ صرف جمہوریت اور وفاقیت کو یرغمال بنایا بلکہ ملکی وسائل پر بھی قبضہ جمایا اور آج یہ جرنیل پاکستان کے بڑے جاگیرداروں اور سرمایہ داروں میں شمار ہوتے ہیں اور اپنے معاشی مفادات کی خاطر ہر قسم کے اقدامات اٹھانے کے لئے تیار ہیں۔ فوجی و سول افسر شاہی اور بالادست طبقات نے مضبوط مرکز نام نہاد قومی سلامتی اور اسلام کے تحفظ کے نام پر پاکستان کو ایک ہیبت ناک اشرافیائی ریاست بنا رکھا ہے، جہاں ایجنسیاں راج کرتی ہیں، ہمسایہ ممالک کے ساتھ دشمنی اور بڑھتے ہوئے فوجی مصارف کے باعث عوام کو بنیادی انسانی ضرورتوں سے محروم رکھا جاتا ہے اور پولیس، مال، عدل اور دیگر سرکاری محکمے عوام کی خدمت کی بجائے ان پر ظلم ڈھاتے ہیں۔

9۔ اس ظالمانہ نظام کے خلاف عوامی حلقوں نے ہمیشہ مزاحمت کی ہے تاہم عالمی سیاسی و معاشی حالات اور حکمران طبقات کی ریشہ دوانیوں کے باعث محنت کش عوام آج منقسم ہیں۔ انہوں نے اپنی منظم جدوجہد اور قربانیوں کے بل پر جو معاشی و سیاسی مراعات ماضی میں حاصل کی تھیں وہ بتدریج چھینی جا رہی ہیں ایسے مزدور دشمن قوانین بنائے گئے ہیں جن کے باعث کروڑوں محنت کشوں کو احتجاج اور ہڑتال کے بنیادی حق سے محروم کر دیا گیا ہے جبکہ عالمی اداروں کی مسلط

کردہ پالیسیوں کی وجہ سے دیہات میں چھوٹے کسانوں اور مزارعین کا وجود بتدریج ختم کر کے دیہی مزدور یعنی غلام بنائے جانے کا عمل جاری ہے۔ محنت کشوں، پیشہ ور حلقوں اور طالب علموں کو انجمن سازی کے آئینی حق سے محروم کر دیا گیا ہے اور آج پاکستان کے بیشتر محنت کش غیر رسمی شعبہ (Informal Sector) میں روزی کی تلاش میں ہوتے ہیں جہاں نہ قانون کی عملداری ہے اور نہ ہی وہ تنظیمیں جو کہ دولت کے راج کے خلاف مزاحمت کر سکیں۔ اسی عرصے میں محنت کشوں کی سیاست کرنے والے بائیں بازو کے حلقے منظم ریاستی دباؤ اور داخلی کمزوریوں کے باعث پسپائی کا شکار ہو گئے ہیں۔ 1990ء میں سوویت یونین کے انہدام کے بعد مایوسی کی لہر کئی سالوں تک قائم رہی جو کہ اب سیاسی کارکنان کی نئی لہر کے سامنے آنے کی وجہ سے ٹوٹ رہی ہے جو مایوسی کو ختم کرتے ہوئے سیاسی عمل کا حصہ بن رہے ہیں۔

10۔ ایک عرصے تک تو ترقی پسند خیالات کے حامل نوجوانوں کا رجحان غیر سرکاری تنظیمیں (NGO,s) کی طرف رہا جو کہ گزشتہ دہائیوں کے دوران خاص طور پر 1980ء کی دہائی سے پاکستان سمیت دنیا بھر میں عوامی حقوق، ترقی اور فلاح و بہبود کے نام پر مغربی و عرب ممالک اور سرکار کے ذریعے بین الاقوامی سامراجی مالیاتی اداروں کی بے پناہ امداد کے ساتھ منظر عام پر آئی ہیں۔ (NGO,s) کا ایک حصہ انسانی حقوق اور سیاسی آزادیوں کے لیے عوامی شعور و آگہی کو اجاگر کر رہا ہے جبکہ ان کی ایک بڑی تعداد مذہبی بنیاد پرست تنظیموں اور مذہبی سیاسی پارٹیوں کی بے پناہ نظریاتی مالی و تنظیمی معاونت کر رہی ہیں۔ ترقیاتی اور فلاح بہبود کا کام کرنے والی (NGO,s) نے ملک بھر میں شہروں اور دیہات کی سطح پر بہت بڑا جال پھیلا رکھا ہے اور اکثر خود کو ریاست کے متبادل کے طور پر پیش کرتی ہیں ان کی نظریاتی حدود، مفادات، تنظیمی ساخت، کام کا طریقہ کار کا تعین معاونت دینے والے ادارے اور ممالک کرتے ہیں۔ (NGO,s) کی اکثریت سامراج کی نیولبرل معاشی و سیاسی پالیسیوں اور نظریاتی ایجنڈے کا حصہ ہیں۔ ہماری پارٹی اصولی طور پر یہ سمجھتی ہے کہ عوام کے حقوق کا تحفظ، عوامی سہولیات کی فراہمی اور عوام کی فلاح و بہبود کی

بنیادی ذمے داری ریاست کی ہے۔

11۔ ریاست کا معیشت سمیت تمام بنیادی ضروریات زندگی کی فراہمی سے انحراف کی ایک بڑی وجہ مرکزی دھارے کی سیاسی جماعتوں کا کھوکھلا پن ہے جنہوں نے سرمایہ دارانہ عالمگیریت کی یلغار کو مکمل طور پر تسلیم کیا ہے۔ یہ پارٹیاں ایک طرف عوام کو طاقت کا سرچشمہ کہتی ہیں تو دوسری طرف عالمی سرمایہ کے تسلط کے سامنے بے بس ہیں ہر حکومت پاکستان کے قدرتی وسائل اور محنت کرنے والی اکثریت کو ملٹی نیشنل کمپنیوں کی منافع خوری کو ممکن بنانے کے لیے سودا کرتی ہے۔ یہ پارٹیاں جب اقتدار سے باہر ہوں تو عوامی مسائل کا چرچا ضروری کرتی ہیں اور انہیں فوجی آمریتوں کا نتیجہ قرار دیتی ہیں مگر جب یہی پارٹیاں خود برسر اقتدار آتی ہیں تو غریب محنت کش عوام کو یکسر بھلا دیتی ہیں۔ ان سیاست دانوں کی مفاد پرستی کے نتیجے میں عوام کی بڑی اکثریت سیاست کے لفظ سے متنفر ہوگئی ہے۔ اس صورتحال میں ایک متبادل طرزِ سیاست کو پاکستان میں تعمیر کرنا جو کہ اسٹیبلشمنٹ کی چالوں سے آزاد ہو آج کی ضرورت ہے اور یہی ترقی پسندوں کا اولین فریضہ ہے۔

12۔ اس متبادل ریاست کے بہت سے ستون وہی ہوں گے جو کہ بائیں بازو کی جماعتوں کے شروع سے رہے ہیں' طبقاتی جدوجہد' ترقی کا غیر سرمایہ دارانہ نظام' سامراجی یلغار سے نجات' قوموں کی برابری کا اصول' مذہب کو سیاست سے الگ کرنے کی ضرورت اور بامعنی جمہوری اداروں کا قیام۔ موجودہ دور میں بائیں بازو کی سیاست کا ایک اور بنیادی ستون مردوں کی بالادستی پر مبنی پدرشاہی نظام کا خاتمہ ہے۔ شاید ہی پاکستان میں عورت سے زیادہ کوئی اور سماجی گروہ جبر کا نشانہ ہو۔ عورت کی محنت کی نہ تو قدر ہے اور نہ ہی معاوضہ' عورت گھر میں نہ باہر آزاد ہے اور اس کے خلاف ہر روز ایسے جرائم منظر عام پر آتے ہیں جن کو کوئی مہذب سماج برداشت نہیں کرسکتا مذہبی اقلیتیں بھی انتہائی خوف کے عالم میں اپنی زندگی گزار رہی ہیں جبکہ ذات پات کی بنیاد پر کروڑوں شہریوں کے ساتھ آج بھی انسانیت سوز سلوک کیا جاتا ہے۔

13۔ یہ سارے حالات ایک حقیقی سامراج مخالف' اینٹی اسٹیبلشمنٹ' سیکولر انقلابی پارٹی

کا تقاضہ کرتے ہیں۔ حکمران طبقات کے اندر تضادات بھی دن بہ دن بڑھ رہے ہیں۔ دنیا بھر میں ترقی پسندوں میں ایک بار پھر اتفاق پیدا ہو رہا ہے کہ عالمی سرمایہ داری کی جگہ ایک سوشلسٹ نظام کا قیام نہ صرف انسانیت کی منزل ہے بلکہ اس کی بقا کے لیے ناگزیر ہے۔ اس جدوجہد کو معاشی سیاسی و رسماجی سطحوں پر منظّم کرنے کے ساتھ ساتھ ماحولیات کے سوال کو بھی اجاگر کرنا ضروری ہے۔ ہمیں ایک ایسے سیاسی و معاشی ڈھانچے کی تعمیر کرنا ہوگی جس کا مقصد منافع کمانا نہیں بلکہ انسانی ضروریات پوری کرنا ہو اور جس میں ذاتی مفاد پر اجتماعی مفادات کو ترجیح حاصل ہو اس طویل جدوجہد کا آغاز آج کے حالات میں طبقاتی جدوجہد کی شکلوں کی نشاندہی اور اس کے ساتھ ساتھ دیگر بنیادی سماجی تضادات اور ان کی وضاحت سے ہی ہوسکتا ہے۔ اسی سائنسی طریقہ کار کے تحت ہماری پارٹی غریب محنت کش عوام کی منظّم قوت کے بل پر ایک نیا سوشلسٹ نظام قائم کرسکتی ہے۔

حصہ اوّل

معروضی حالات اور ہماری پارٹی کی نظریاتی اساس

(1) طبقاتی ساخت اور آج کی جدوجہد

1.1۔ آقا اور غلام، جاگیردار اور مزارع، سرمایہ دار اور مزدور کی شکل میں مالک اور محنت کش کے مابین تضاد تمام طبقاتی معاشروں میں ہمیشہ موجود رہا ہے۔ آج پاکستان میں بھی یہ طبقاتی تضادات اپنی تمام بھیانک شکلوں میں موجود ہیں اور ہمارے سماجی ڈھانچے میں جو تبدیلیاں رونما ہو رہی ہیں ان کے نتیجے میں طبقاتی جبر میں مزید اضافہ ہو رہا ہے۔ سماج کی طبقاتی ساخت کا باریک بینی اور دیانت داری سے تجزیہ کرنا بائیں بازو کی کسی بھی جماعت کے لیے ناگزیر ہے اس کی بنیاد پر ہی طے کیا جاسکتا ہے کہ آج کے حالات میں طبقاتی جدوجہد کی کیا شکلیں زیادہ کارآمد ہوسکتی ہیں۔

1.2۔ ماضی کی منظّم صنعتی مزدور تحریک منتشر ہوچکی ہے۔ آج پاکستان کی کل لیبر فورس کے

صرف تین فیصد مزدور کسی ٹریڈ یونین کے رکن ہیں جبکہ مزدوروں کی بھاری اکثریت غیر رسمی شعبہ میں بغیر قانونی تحفظ کے اپنی قوت محنت بیچنے پر مجبور ہے ٹھیکیداری نظام اور کنٹریکٹ لیبر عام ہونے کی وجہ سے مزدور اور خاص طور پر گھریلو محنت کشوں کی بہت بڑی تعداد بدترین استحصال کا شکار ہے۔ ملکی اور بین الاقوامی سطح پر لیبر قوانین ضرور منظور ہوتے ہیں لیکن مزدوروں اور خصوصاً غیر رسمی شعبے میں کام کرنے والوں کو مناسب اجرت، کام کا تحفظ اور باعزت حالات کار میسر نہیں یہی وجہ ہے کہ محنت مشقت کرنے والوں کی اکثریت اس کوشش میں رہتی ہے کہ بیرون ملک جا کر روزی کمائے۔ آج پاکستان کی نمبر ایک ایکسپورٹ لیبر ہی ہے۔

1.3۔ صنعتی شعبے کو بتدریج تباہی کی طرف دھکیل دیا گیا ہے۔ ''آزاد منڈی'' کا عملاً مطلب مقامی سرمائے کو مستقل طور پر عالمی سرمائے کا طفیلی بنانا ہے۔ ٹیکسٹائل جیسے شعبوں میں وہ کارخانے بند ہو رہے ہیں جو عالمی سرمائے کے دائرہ سے باہر ہیں جہاں کی بہت سی صنعتوں میں مستقل ملازمت کا تصور موجود ہی نہیں ہے۔ جہاں مزدور بدترین استحصال کا شکار ہے وہاں مقامی مالکان خود بھی بجلی کے بحران اور دیگر مسائل کی وجہ سے صنعتی شعبے سے پیسہ کھینچ رہے ہیں جس کی وجہ سے بیرونی سرمایہ کا تسلط مضبوط تر ہوتا جا رہا ہے۔

1.4۔ بڑی زمینداریوں اور جاگیرداری وقبائلی باقیات اور ان کے سیاسی وسماجی اثرات کے باوجود زراعت میں جاگیردارانہ رشتے تیزی سے تبدیل ہو رہے ہیں۔ اب مستقل بنیادوں پر زمینوں پر کام کرنے والے مزارعین کی جگہ ٹھیکے پر کام کرنے والے دیہی مزدور لے رہے ہیں۔ کل کا چھوٹا کسان بھی ملکی اور عالمی منڈی کے جبر سے اپنی زمینیں چھوڑنے پر مجبور ہے۔ اعداد وشمار کے مطابق دیہی علاقوں میں اب تک تقریباً تین کروڑ لوگ بے زمین ہو چکے ہیں۔ آڑھتی اور درمیانے طبقے کے دیگر کاروباری افراد کی معاشی طاقت بہت تیزی سے بڑھ رہی ہے اور یہ حلقے گزشتہ دو دہائیوں کے دوران ملی سیاست کے اہم کھلاڑیوں کے طور پر ابھرے ہیں۔

1.5۔ منافع خوری کا نظام ایک طرف محنت کش عورت کا طبقاتی بنیاد پر استحصال کر رہا ہے تو

دوسری طرف وہ گھریلو معیشت میں عورت کے بلا اجرتی کام سے اپنی شرح منافع میں بھی اضافہ کر رہا ہے۔ زرعی شعبہ میں عورت مزدور ایک فرد کے طور پر نہیں بلکہ مزارعے خاندان کے ایک رکن کے طور پر کام کر رہی ہے اور معاوضہ اسے نہیں بلکہ خاندان کے سربراہ کو ملتا ہے جبکہ دیگر شعبوں میں عورت مزدور کی محنت کو نسبتاً سستے داموں خریدا جا رہا ہے۔ پاکستانی سماج اور ریاست ان عورتوں کو کسان ماننے کو تیار ہے اور نہ ہی مزدور قوانین کے تحت ان کو منظم ہونے کا حق دینا چاہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سرمایہ داری نظام میں اکثر عورتیں جز وقتی کام کرنے پر مجبور ہوتی ہیں اور اسی وجہ سے مردوں پر ان کا معاشی انحصار کم ہوتا ہے۔

1.6 شہروں کی آبادی میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے اور روزگار کے لیے دیہاتوں سے شہر کا رخ کرنے والوں کی تعداد مسلسل بڑھ رہی ہے یوں دیہات پہلے سے بھی زیادہ نظر انداز ہوتے جا رہے ہیں جبکہ شہروں میں بالائی درمیانے طبقے کے لیے نئی رہائشی اسکیمیں، گاڑیاں اور ہمہ اقسام کی دیگر سہولیات فراہم کی جا رہی ہیں غریب کچی آبادیوں میں رہنے والے سڑکوں پر محنت بیچنے پر مجبور ہیں۔ ریاست اپنی فلاحی ذمے داریوں سے کنارہ کش ہو رہی ہے جبکہ نجی شعبے کی ترجیح عوام کی ضروریات پورا کرنا نہیں بلکہ منافع کمانا ہے یوں پاکستان میں طبقاتی تضاد وقت کے ساتھ ساتھ شدت اختیار کرتا چلا جا رہا ہے۔

(2) سامراجیت کی مختلف اشکال

2.1۔ پاکستان سمیت دنیا بھر میں سامراجیت کی مختلف شکلیں آئے روز منظر عام پر آتی ہیں۔ سرمائے کا عالمی سطح پر پھیلاؤ اور اجارہ دارانہ شکل اختیار کرنے کے نتیجے میں ترقی پذیر ریاستوں کی خودمختاری ختم ہو رہی ہے ضرورت پڑنے پر سامراجی قوتیں اپنا فوجی تسلط براہ راست قائم کر لیتی ہیں بصورت دیگر سامراجی ایجنڈے کو پورا کرنے کا فریضہ مقامی یلغار کی وجہ سیاست اور معیشت کے ساتھ ساتھ مقامی وعلاقائی ثقافتیں بھی خطرے میں ہیں۔ چنانچہ آج سامراجی عالمگیری (گلوبلائزیشن) کے خلاف مزاحمت نہ صرف معاشی اور سیاسی سطح پر منظم ہو رہی ہے بلکہ

اس لڑائی میں ثقافت بھی ایک اہم ہتھیار کی حیثیت اختیار کر چکی ہے جس کی بہترین مثال لاطینی امریکہ میں نئی سوشلسٹ ریاستوں میں مقامی کلچر کا فروغ ہے۔

2.2۔ سامراجیت کی بنیادی علامت ماضی کی طرح آج بھی عالمی سطح پر ناہموار ترقی ہے۔ پیداواری سطح پر چین دنیا کی سب سے بڑی معیشت بن چکی ہے جبکہ مالیاتی سرمائے کے لحاظ سے امریکہ دنیا کا مرکز ہے عالمی سرمایہ دارانہ مالیاتی بحران نے واضح کر دیا ہے کہ دنیا میں کوئی بھی ملک معاشی نظام سے کٹا ہوا نہیں ہے دوسری طرف یہ حقیقت بھی بے نقاب ہو چکی ہے کہ سرمایہ داری بحران نہ صرف مستقل ہے بلکہ وقت کے ساتھ ساتھ سنگین ہوتا جا رہا ہے مالیاتی سرمائے کے پھیلاؤ کے نتیجے میں ایک چھوٹی اقلیت بے شمار دولت پر قابض ہے دنیا بھر کے معاشروں میں معاشی ناہمواری میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے اور ماحولیاتی تباہی کا سبب ہے انسان کی پیداواری وتخلیقی صلاحیتوں کو ابھارنے کے بجائے جدید مالیاتی سرمایہ داری کی کوکھ سے جنم لینے والی اقدار نے ہر چیز بشمول انسان کو خرید وفروخت کی شے بنا دیا ہے آج دنیا کے سب سے امیر لوگ جو کہ کل آبادی کے صرف ایک فیصد کے برابر ہیں، عوام کو محروم کرتے ہوئے 95% سے زیادہ دولت پر قابض ہیں۔

2.3۔ پاکستان میں سامراج کے معاشی جبر کا اظہار ان عالمی مالیاتی اداروں کی پالیسیوں اور بین الاقوامی معاہدوں کی شکل میں ہوتا ہے جن کے ذریعے ''آزاد منڈی'' کے قیام کے نام پر بے دریغ نج کاری اور ملٹی نیشنلز کی اجارہ داری کی راہ ہموار کی جاتی ہے۔ ساتھ ہی مالیاتی قرضوں کی واپسی کا دباؤ اتنا بڑھا دیا گیا ہے کہ اسٹیٹ بینک ان قرضوں کی ادائیگی اور دیگر غیر پیداواری اخراجات کو پورا کرنے کے لیے سالانہ ایک کھرب روپے سے زیادہ مالیت کے نوٹ چھاپ رہا ہے اس تباہ کن صورت حال کے باوجود ہمارے حکمران سامراجی اداروں کی ایما پر معیشت کو عالمی سرمایہ کاروں کے حوالے کیے جا رہے ہیں عوام کی بنیادی ضروریات پوری کرنے والی بجلی، تیل، گیس، ٹرانسپورٹ اور مواصلات جیسی بنیادی صنعتوں کے حصے بخرے کر کے اونے

پونے فروخت کیا جا رہا ہے جبکہ زمین، پانی، جنگل اور معدنیات کی بندر بانٹ کا عمل اتنی تیزی سے جاری ہے کہ ہمارا قدرتی ماحول تباہی کے دہانے پر آ جائے گا۔

2.4۔ سامراج نے ''جمہوریت'' اور ''آزادی'' کے نام پر افغانستان، عراق، لیبیا، شام اور مشرق وسطیٰ کے کئی ممالک میں فوجی مداخلت کی ہے یا پھر براہ راست قبضہ کیا ہے جبکہ افغانستان میں سامراجی مداخلت اور گزشتہ 35 برسوں سے جاری جنگ کے نتیجے میں مذہبی منافرت، فرقہ واریت، دہشت گردی عروج پر ہے اور منشیات واسلحہ کا کاروبار پاکستان میں متبادل معیشت کی شکل اختیار کر چکا ہے سرد جنگ کے آخری دور میں پاکستان سامراجی کارروائیوں کا اگلہ مورچہ بنا رہا جس کے مہلک اثرات آج ہمارے لیے جان لیوا مرض بن چکے ہیں۔

2.5۔ سامراج ایک ملک کا نام نہیں ہے۔ سامراجیت وہ سرمایہ دارانہ توسیعات، سوچ اور فکر ہے جسے آگے لے جانے کے لیے فوج کشی اور منافع خوری کی بربریت کا سہارا لیا جاتا ہے معیشت پر قبضے کے ساتھ ساتھ سامراج کے فوجی، سیاسی اور ثقافتی اثرات ہر طرف پھیلتے نظر آتے ہیں۔ پاکستان میں سامراجی قوتوں کے عمل دخل کے لحاظ سے امریکہ سرفہرست ہے۔ پاکستان میں سامراجیت کے معاشی، اسٹراٹیجک اور نظریاتی وثقافتی یلغار سے پاکستان میں پہلے سے موجود طبقاتی، قومی، صنفی اور مذہبی تضادات اور ناانصافیاں مزید بڑھ رہی ہیں۔ سامراجیت کی ہر شکل سے نجات حاصل کرنا اور عالمی سرمایہ دارانہ نظام کے متبادل کو تعمیر کرنے کے لیے صبر آزما جدوجہد کی ضرورت ہے جو دنیا بھر کے محنت کش طبقات اور انسان دوست قوتوں کے ساتھ مل کر کی جانی چاہیے۔

(3) پاکستان میں مذہب کا استعمال اور اس کے سماجی مضمرات

3.1۔ سامراج اور اس کے پروردہ حکمران طبقات نے ہمیشہ مذہب کو سماجی تبدیلی کی قوتوں کے خلاف ہتھیار کے طور پر استعمال کیا ہے آج پاکستان سمیت ساری مسلم دنیا میں ترقی پسند اور بنیاد پرست عناصر کے مابین شدید فکری اور سیاسی کشمکش جاری ہے ترقی پسند عناصر ریاست

اور مذہب کو جدا رکھنا چاہتے ہیں جبکہ بنیاد پرستوں کا فتویٰ ہے کہ ریاست کو مذہب کے تابع ہونا چاہیے۔

پاکستان کی اسٹیبلشمنٹ نے ''قرارداد مقاصد'' کی شکل میں ریاست کو مذہب کے تابع کرنے کا راستہ فراہم کیا بنگلہ دیش کی آزادی کے بعد پاک فوج اور اس کی پیروی میں باقی ماندہ اسٹیبلشمنٹ نے اپنے مفادات کے تحفظ کے لیے پاکستان کو مذہبی بنیاد پرست ریاست میں تبدیل کرنا شروع کر دیا۔1978ء کے افغانستان ثور انقلاب کے بعد امریکہ، سعودی عرب اور پاکستانی حکمرانوں نے مل کر مذہبی بنیاد پرستوں کی نہ صرف بڑے پیمانے پر مالی اور عسکری امداد کی بلکہ اسلامی جہاد کے نام پر پورے معاشرے پر نصاب، میڈیا اور دینی مدارس کے ذریعے ایک متعصب، متشدد، عوام دشمن اور مقامی ثقافتوں کی نفی کرنے والا ''سیاسی اسلام'' لاگو کر دیا۔ ریاستی اداروں کی پروردہ ''جہادی'' قوتوں نے نہ صرف ہمسایہ ممالک میں انتشار پھیلایا بلکہ ملک کے اندر فرقہ وارانہ فسادات بھڑکائے ساتھ ہی ریاستی اداروں میں رجعتی سوچ رکھنے والے افراد کو بڑے پیمانے پر بھرتی کیا گیا لہٰذا آج پاکستان کی ایک پوری نسل کے فکری اور سماجی رویے ''سیاسی اسلام'' کے متعین کردہ ہیں۔

3.2۔ مذہبی بنیاد پرستی کا وائرس ہمارے معاشرے میں بری طرح سرائیت کر چکا ہے۔ مذہبی اشتعال انگیزی اور فرقہ وارانہ بربریت روز کا معمول ہے، مذہبی اقلیتیں ملک چھوڑ کر بھاگ رہی ہیں۔ معاشرے میں نہ اختلاف کی گنجائش بچی ہے اور نہ رواداری کا مادہ۔ اس وقت ریاست مصلحت اور خوف کے مارے اپنے ہی پیدا کردہ عفریت کے آگے بے بس ہے جبکہ سامراجی قوتوں نے کبھی مذہبی بنیاد پرستوں کی حمایت کی ہے تو کبھی ان کے خلاف ایسی کارروائیاں کی ہیں جن کے باعث ان سے نمٹنا اور زیادہ مشکل ہو گیا ہے آج ضرورت اس امر کی ہے کہ روشن خیال عوام کا وسیع تر حلقہ منظّم جدوجہد کے ذریعے اس مذہبی بنیاد پرستی کا سد باب کرے اور سیکولر ریاست، سیاست اور معاشرے کے قیام کی راہ ہموار کرے۔

3.3۔ ''سرکاری'' تاریخ' ریاستی ڈھانچے، قومی سلامتی پالیسی، خارجہ پالیسی میں بنیادی تبدیلیاں اور مذہب کے سیاست میں استعمال کا خاتمہ لازمی ہے۔

یہ حقیقت اب کھل کر سامنے آ چکی ہے کہ ''قومی سلامتی'' پر مبنی ریاست نہ تو ملک میں امن قائم کر سکتی ہے اور نہ ہی خطے میں دوسرے ممالک کے ساتھ برابری کی بنیاد پر دوستانہ تعلقات استوار کر سکتی ہے۔ مذہب اور ریاست کو الگ کرنا، عدم مداخلت خصوصاً پڑوسی ممالک سے عدم مداخلت اور پرامن تعلقات اور خودمختاری پر مبنی خارجہ پالیسی کے حصول کے لیے، فوجی اسٹیبلشمنٹ اور دائیں بازو کے گٹھ جوڑ کو توڑنا اور ریاست کا بلا امتیاز تمام مذہبی انتہا پسند تنظیموں کے خاتمے کے لیے ناگزیر ہیں اور اس کے لیے جنگ پرست اور قدامت پرست نصاب اور میڈیا کے ذریعے عوام الناس کی ذہن سازی کے سوال پر توجہ دینا ضروری ہے۔

(4) قوموں کے مابین برابری کا سوال

4.1۔ مذہب کو ریاستی نظریہ بنانے کی ایک وجہ یہ رہی ہے کہ حکمران طبقات پاکستان کی کثیر القومی حیثیت کو تسلیم کرنے کے لیے آج تک تیار نہیں ہیں۔ پاکستان بننے کے بعد پنجابی اور مہاجر اکثریت پر مبنی اسٹیبلشمنٹ کی بالادستی دیگر صوبوں کے جاگیرداروں کے ساتھ گٹھ جوڑ کی شکل میں سامنے آئی۔ قلات اسٹیٹ اور فاٹا کا جبری الحاق کیا گیا۔ سندھ اور بنگال کی ترقی پسند جمہوری سیاسی قوتوں کو ملک دشمن قرار دے کر ان کے علاقوں پر فوج کشی کی گئی اور ریاستی جبر کا نشانہ بنایا گیا۔ حکمرانوں نے مذہب کے نظریاتی غلبے اور مضبوط مرکز کے نظریے کو سیاسی ہتھیار کے طور پر استعمال کیا جس کے نتیجے میں پاکستان میں بسنے والی قوموں کے درمیان تضادات بڑھ گئے۔

4.2۔ قومی سوال کا تعلق بھی ان سیاسی، معاشی اور ثقافتی محرومیوں سے ہے جو کہ پاکستانی ریاست میں وقت کے ساتھ ساتھ گمبھیر ہوتی چلی جا رہی ہیں اور جن کا واضح اظہار پاکستان کے اندر مراعات یافتہ اور پسماندہ علاقوں کے درمیان فرق کی شکل میں نظر آتا ہے پاکستان کے ریاستی اداروں میں تمام قوموں کی مناسب نمائندگی کبھی موجود نہیں رہی ہے اور نہ ہی سرکاری

وسائل کی تقسیم منصفانہ رہی ہے جبکہ قدرتی وسائل پر اختیار قوموں سے چھین کر مرکز نے اپنے پاس رکھے ان سیاسی و معاشی محرومیوں کے ساتھ ساتھ پاکستان کے اندر قوموں کی زبان، ثقافت اور شناخت کا مسئلہ بھی سنگین ہوتا گیا۔ 1948ء کے اردو بنگالی تنازعے سے ظاہر ہوا کہ حکمران پاکستان میں رہنے والی تمام قوموں کی تاریخ و ثقافت مٹانے پر تلے رہے ہیں۔ بنگلہ دیش کی آزادی سے سبق سیکھنے کے بجائے ہمارے حکمران طبقات آج بھی بلوچ اور دیگر مظلوم قوموں کے حقوق کی جدوجہد کو کچلنے میں مصروف ہیں۔ مسخ شدہ لاشوں اور ٹارگٹ کلنگ کے ردعمل میں قوم پرستوں کے ایک حصے میں نسل پرستی کے رجحانات بھی ابھرتے نظر آتے ہیں۔

4.3۔ اس حوالے سے نئے صوبوں کے قیام اور فاٹا کا مسئلہ بھی انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ نئے صوبوں کا قوموں کی بنیاد پر بنایا جانا عوام کی امنگوں کے مطابق از سر نو تشکیل پاکستان میں وفاقیت کی لازمی شرط ہے۔ پاکستان کے حکمرانوں کی مرکزیت پسندی کا منطقی انجام قومی آزادی کی تحریکوں کا پھیلاؤ نظر آتا ہے کیونکہ عوام آخر کار ظالمانہ سیاسی، معاشی و سماجی نظام سے ہر صورت چھٹکارا چاہتے ہیں۔ ایک حقیقی عوام دوست اور محنت کش عوام پارٹی تب تک نہیں بنے گی جب تک قومی سوال کے تمام پہلوؤں کو گہرائی میں سمجھا نہیں جاتا اور اس کی بنیاد پر ٹھوس حکمت عملی ترتیب نہیں دی جاتی جو کہ پاکستان میں بننے والی تمام قوموں کی برابری کے اصول کی وضاحت کرے۔

(5) پدرشاہی نظام اور عورت کی انسانی حیثیت سے برابری اور استحصال سے آزادی کا سوال

5.1۔ پاکستانی سماج کی معاشی اور معاشی ترقی میں عورت اپنی محنت کا تگنا حصہ ڈالنے کے باوجود مردوں کی نسبت کمتر اور تیسرے درجے کی شہری گردانی جاتی ہے محنت کش طبقات! غیر مسلم اور مظلوم قوموں سے تعلق رکھنے والی عورتیں سماج کا پسماندہ ترین حصہ ہیں یہ نظام عورتوں سے لی جانے والی تہری محنت کی بنیاد پر کھڑا ہے (۱) عورت خود مزدور کے طور پر کھیتوں، کارخانوں، بھٹوں، دفتروں، اسکولوں، ہسپتالوں اور سڑکوں پر کام کرتی ہے۔ (۲) وہ مرد مزدور کی خدمت کرتی

ہے تاکہ وہ چاک و چوبند اور صحت مند رہے، کام کرتا رہے اور سرمایہ و منافع پیدا کرنے کا عمل جاری و ساری رہے اور (۳) یہ کہ وہ نئے مزدور جنم دیتی ہے، پالتی ہے اور مزدور ہی کے طور پر تیار کرتی ہے۔ عورت کو اس تقسیم کار اور اس پر مبنی جنسی اور سماجی تعلقات، ثقافت، اخلاقیات اور جمالیات سے انحراف کی بہت کڑی سزائیں ملتی ہیں۔

مرد کی بالادستی کا یہ نظام عورت پر جبر اور استحصال کو جاری رکھنے کے لیے تشدد کو عملی طور پر استعمال کرتا ہے، ہم سمجھتے ہیں کہ وہ مادی بنیاد جس کے اوپر یہ پدرشاہی نظام کھڑا ہے وہ عورت کی محنت، تولیدی طاقت اور جنسیت پر مرد کی بالادستی ہی ہے اور یہ کہ عورت کی محنت، تولیدی طاقت اور جنسیت کے استعمال پر جاگیرداری، سرمایہ داری اور پدرشاہی کے مابین تضادات کے باوجود ان تینوں کا عورت کے خلاف گٹھ جوڑ بہت مضبوط ہے۔

5.2۔ پاکستان بننے کے بعد سرمایہ داری نظام و ٹیکنالوجی کی ترقی اور غیر ملکی اشیاء کی بھرمار عورتوں کی تعلیم اور سماجی تحریکوں کی وجہ سے کچھ تبدیلیوں کے نتیجے میں عورتوں کے معیار زندگی میں معمولی بہتری تو آئی ہے لیکن وہ آج بھی صدیوں سے جاری سماجی جبر، استحصال اور جنس کی بنیاد پر امتیازی سلوک کا شکار ہیں۔ معاشرے میں طبقاتی اور صنفی تضادات کی وجہ سے عورت کی زندگی اجیرن بن کر رہ گئی ہے۔ تعلیم، صحت، روزگار اور انصاف کے حصول اور زندگی کے ہر شعبے میں صنفی جبر کی وجہ سے عورتیں مردوں کے مقابلے میں انتہائی پسماندہ ہیں جاگیرداری کے شکار علاقوں اور پنچایتوں کی ایما پر عورتوں پر سرعام تشدد کیا جاتا ہے گھریلو تشدد بھی بلاتفریق طبقہ ہر عورت کا مسئلہ ہے دنیا میں عورتوں کے لیے خطرناک سمجھے جانے والے ممالک میں افغانستان اور کانگو کے بعد پاکستان تیسرے نمبر پر ہے۔ اقوام متحدہ کے 136 ممالک کے انڈکس میں پاکستان کا نمبر 135 واں ہے۔

اسکول نہ جانے والے بچوں کی تعداد نائجیریا کے بعد پاکستان میں سب سے زیادہ ہے اور جن میں اکثریت لڑکیوں کی ہے۔

5.3۔ انسانی سماج کی بقا میں انسان کی تخلیقِ نو اور پیداواری عمل لازم و ملزوم ہیں، ان کی باہمی جڑت میں سرمایہ داری نظام تقسیم کار کے ذریعے مصنوعی طریقے سے تفریق پیدا کرتا ہے جس سے عورت کی ذمے داری گھر کے اندر اور مرد کی گھر سے باہر ٹھہرائی جاتی ہے اس صنفی تقسیم کی وجہ سے جہاں محنت کش طبقے کے مرد کا تضاد طبقاتی حوالے سے سرمائے کے ساتھ بنتا ہے وہاں اسی نظام میں پدرسری نظام کی وجہ سے وہ گھر کے اندر عورت کی بلا اجرت محنت سے بھی فائدہ اٹھاتا ہے یہی وجہ ہے کہ مزدور تحریکوں میں پیداواری رشتوں میں استحصال کے خاتمے کے لیے جدوجہد تو کی جاتی رہی ہے مگر بلا اجرتی پیداواری رشتوں میں صنفی استحصال کے خاتمے کی کوششیں نمایاں نظر نہیں آتیں اور یہی بات مزدور تحریک کی کمزوری کا ایک بنیادی سبب بھی ہے۔ اس لیے ہمیں اپنی سیاست میں عورت پر صنفی جبر اور اس کے طبقاتی استحصال کے ذاتی اور عوامی دونوں پہلوؤں کے علاوہ اس کے ثقافتی و سیاسی پہلوؤں کو بھی دیکھنا ہوگا۔

5.4۔ ہم سمجھتے ہیں کہ پدرشاہی نظام عورتوں پر صنفی جبر کا ایک بڑا حصہ ضرور ہے لیکن واحد حصہ نہیں ہے مثال کے طور پر جہاں پورا خاندان یا گاؤں جاگیردار، سردار یا سرمایہ دار کے قبضے میں ہو تو اس خاندانی نظام اور سماج میں پھنسی عورت کو پورا نظام بدلے بغیر صرف پدرسریت سے مکمل طور پر بچانا اور برابری و آزادی دلانا ممکن نہیں ہے، اس لیے غیر طبقاتی نظام کے قیام کی کامیابی کے لیے لازم ہے کہ استحصال زدہ محنت کش طبقہ اپنے معمولی اور فروعی مفادات کو جو انہیں سرمایہ داری نظام میں پدرسریت کی وجہ سے مل رہے ہیں، ترک کردے۔ محنت کش اور محنت کار عوام کی استحصالی نظام کے خاتمے کی جدوجہد، عورت پر جبر اور استحصال سے آزادی کا سوال اٹھائے بغیر اور عورتوں کی شمولیت کے بغیر کامیابی سے ہمکنار نہیں ہوسکتی۔ اسی لیے محنت کش اور محنت کار عوام کو جنس کی بنیاد پر آپس میں محاذ آرائی پیدا کرنے کے بجائے نابرابری اور استحصالی نظام کے خاتمے کی مشترکہ جدوجہد کرنی ہوگی۔ ریاست کی طبقاتی اور صنفی بنیادوں کا ادراک کرتے ہوئے انہیں چیلنج کرنا ہوگا کیوں کہ اس کے بغیر سماجی انصاف اور صنفی برابری پر مبنی اشتراکی نظام کا قیام ممکن نہیں ہے۔

حصہ دوم

ہماری پارٹی کے بنیادی اور راہنما اصول

1۔ پارٹی کا منتہائے مقصود ملکی اور عالمی سطح پر ایک ایسے سماج کا قیام ہے جس میں ہر شخص سے اس کے علم و ہنر کے مطابق کام لیا جائے گا اور ہر کسی کو اس کے کام کے مطابق معاوضہ دیا جائے گا۔ یوں سوشلزم کے نظام کی تعمیر سے ہی انسان کا انسان کے ہاتھوں استحصال کا خاتمہ ممکن ہو سکے گا اور ملک کے ہر شہری کو بلاتخصیص رنگ، نسل، جنس، قوم، مذہب اور فرقہ برابر معاشی و سماجی اور سیاسی حقوق حاصل ہوں گے۔ پارٹی اس جدوجہد کی تکمیل کے لیے استحصال کے شکار پاکستان کے تمام محنت کش عوام اور محکوم اقوام کو منظّم کرے گی اور اپنی تحریک کو بین الاقوامی طور پر جاری ایسی ہی دوسری تحریکوں سے مربوط کرے گی۔

2۔ پارٹی عورتوں پر تاریخی جبر اور پدرشاہی کا ادراک کرتے ہوئے مرد کی بالادستی پر مبنی تمام معاشی، سماجی ڈھانچوں اور روایات کے خاتمے کے لیے جدوجہد جاری رکھے گی اور گھریلو، معاشرتی اور ریاستی سطح پر زندگی کے ہر شعبے میں عورتوں کی برابری، ترقی، نمائندگی اور آزادی کو یقینی بنائے گی۔

3۔ پارٹی کسی بھی مذہبی اور عورت دشمن سیاسی پارٹی کے ساتھ کسی بھی قسم کا انتخابی اتحاد اور سیٹ ایڈجسٹمنٹ نہیں کرے گی۔

4۔ پارٹی جاگیرداری، وڈیرہ شاہی، پدرشاہی، قبائلی و سرداری نظام اور سرمایہ داری نظام کے خاتمے کے لیے اور پاکستان کو ایک جدید صنعتی ملک بنانے کے لیے جدوجہد کرے گی، ملکی معیشت کا عالمی مالیاتی اداروں پر انحصار ختم کیا جائے گا۔ اجارہ دار سرمایہ داری جو کہ ہمہ گیر صنعتی ترقی کے راستے میں رکاوٹ ہے ختم کی جائے گی، پارٹی صنعت و تجارت اور سائنسی ترقی کے لیے

علاقائی تعاون کی پالیسی اختیار کرے گی۔

5۔ پارٹی پاکستان کو ایک کثیر القومی ریاست سمجھتی ہے اور ایک ایسی وفاقی ریاست کی تشکیل کے لیے جدوجہد کرے گی جس میں شامل تمام اکائیوں کو اپنے معاشی وسائل پر اختیار ہو اور وہ معاشی و سماجی و ثقافتی ترقی کر سکیں۔ ایک کثیر القومی ملک ہونے کے ناطے قوموں کے حق خود ارادیت بشمول علیحدگی کو تسلیم کرتی ہے۔

6۔ ہماری پارٹی سامراجیت کے خلاف ہے ہم پاکستان میں ایک ایسا معاشرہ بنانا چاہتے ہیں جس میں سامراج کی معاشی و سیاسی غلامی اور اس کے مالیاتی اداروں کی بالادستی کا خاتمہ ہو اور ایک ایسی دنیا بنانا چاہتے ہیں جہاں تمام عوام و اقوام معاشی، سیاسی و ثقافتی لحاظ سے حقیقی معنوں میں آزاد ہوں، عالمی امن قائم ہو اور ایٹمی ہتھیاروں سمیت تمام مہلک ہتھیاروں سے اس خطے اور دنیا کو پاک کیا جائے۔

7۔ پارٹی ملک کے صنعتی و کھیت مزدور، مزارعین، ہاریوں پیشہ ور حلقوں اور دیگر محنت کار عوام، طالب علموں و نوجوانوں اور خواتین کو ان کی اپنی تنظیموں میں منظم کرے گی اور ان کی سیاسی و نظریاتی تربیت کرے گی۔

8۔ پارٹی صحت، رہائش اور روزگار ہر شہری کا بنیادی حق اور ریاست کی ذمے داری سمجھتی ہے اور اس کے حصول کے لیے جدوجہد جاری رکھے گی۔

9۔ پارٹی مذہبی اقلیتوں کو سماج کا اہم حصہ سمجھتے ہوئے ان کے مساویانہ معاشی، سیاسی، سماجی و مذہبی حقوق کے لیے جدوجہد کرے گی۔

10۔ پارٹی ان مندرجہ بالا اصولوں اور پروگرام کو مدنظر رکھتے ہوئے وفاقی اکائیوں کی رضامندی سے پاکستان کے لیے ایک نیا عمرانی معاہدہ تشکیل دے گی۔

حصہ سوم

عبوری پروگرام

اوپر بیان کیے گئے بنیادی اصولوں کے ساتھ سوشلسٹ معاشرے کا قیام انسان کا انسان کے ہاتھوں استحصال کے خاتمے اور حتمی طور پر ایک غیر طبقاتی سماج کے قیام کی جدوجہد کے عبوری دور میں عوامی ورکرز پارٹی کے سیاسی اور سماجی پروگرام کے اہم نکات مندرجہ ذیل ہیں:

(1) سیاسی پروگرام

(1.1)۔ریاست

☆ وفاقی، قومی اور مقامی ہر تین سطحوں پر بااختیار منتخب حکومتیں قائم کی جائیں گی۔

☆ اسمبلیوں کے لیے متناسب نمائندگی کا طریق انتخاب رائج کیا جائے گا جس میں مزدوروں، کسانوں، خواتین، اقلیتوں اور ماہرین کی نمائندگی کو یقینی بنایا جائے گا۔

☆ پارلیمان کے انتخاب کے طریقہ کار کو سہل اور کم خرچ بنایا جائے گا تاکہ صحیح معنوں میں عوامی نمائندگی کو یقینی بنایا جائے گا۔

☆ فوج، پولیس اور مال اور انصاف کے محکموں کی عوامی مفاد میں تشکیل نو کی جائے گی اور ان کے تمام امور کو فعال شفاف اور جوابدہ بنایا جائے گا۔

☆ فوجی اخراجات کم کیے جائیں گے اسلحہ سازی کی دوڑ ختم کی جائے گی فوج سے امن کے دنوں میں ترقیاتی کام لیا جائے گا افسروں اور سپاہیوں کی تنخواہوں اور مراعات میں فرق کو کم کیا جائے گا۔

(1.2) وفاق

☆ پاکستان ایک جمہوری وفاق ہوگا جس کی وفاقی اکائیوں کی ان کی تہذیبی، لسانی، معاشی اور جغرافیائی ہم آہنگی اور تاریخی پس منظر کی بنیاد پر جمہوری طریقوں سے از سر نو تشکیل دیا جائے گا۔

وفاقی اکائیاں سیاسی طور پر خود مختار اور اپنے قدرتی وسائل کی مالک ہوں گی ایک کثیر القومی ملک

ہونے کے ناتے تمام قوموں کا حق خودارادیت بشمول حق علیحدگی آئینی طور پر تسلیم کیا جائے گا۔

☆ فاٹا میں نوآبادیاتی دور کا جابرانہ قانون FCR 40 ختم کیا جائے گا۔ یہاں کے عوام کو وہ تمام سیاسی، معاشی اور قانونی حقوق دیئے جائیں گے جو پاکستان کے آئین کے تحت دیگر علاقوں میں بسنے والوں کو حاصل ہیں فاٹا کو خیبر پختونخوا میں شامل کیا جائے گا۔

☆ پاکستان اور بھارت کے زیر کنٹرول ریاست جموں وکشمیر اور گلگت بلتستان کے عوام کو اپنے مستقبل کا فیصلہ کرنے اور اپنی قومی وجغرفیائی وحدت کی بحالی کا مکمل اور غیر محدود حق دیا جائے گا۔

☆ مسئلہ کشمیر کے حل تک کشمیر اور گلگت بلتستان پر مسلط نوکر شاہانہ نظام گلگت وکشمیر کونسلیں، وزارت امور کشمیر وگلگت بلتستان کو فوری طور پر ختم کر کے ان علاقوں میں آزاد و خودمختار حکومتیں قائم کی جائیں گی تاکہ ان علاقوں کے وسائل پر مقامی لوگوں کا اختیار بحال ہو سکے۔

☆ گلگت بلتستان اور کشمیر میں بڑے ڈیموں کی تعمیر سمیت کوئی منصوبہ نہیں بنایا جائے گا جس سے ان علاقوں کی تاریخی وجغرافیائی حیثیت متاثر ہو اور ماحولیاتی مسائل جنم لیں منگلا ڈیم سمیت دیگر تعمیر کردہ ڈیموں کی رائلٹی مقامی لوگوں کو دی جائے گی۔

☆ گلگت بلتستان اور خیبر پختونخوا کے درمیان سرحدی تنازعات کو فوری حل کیا جائے گا گلگت و بلتستان، کشمیر اور لداخ کے درمیان تاریخی راستوں کو فوری طور پر کھولا جائے گا۔

☆ چونکہ کشمیر وگلگت و بلتستان آئینی طور پر پاکستان کا حصہ نہیں لہذا وہاں کے عوام اپنی سیاسی و معاشی صورت حال کے مطابق اپنی سیاسی پارٹیاں تشکیل دینے اور پالیسیاں مرتب کرنے کے لیے آزاد و خودمختار ہوں گے مگر کشمیر وگلگت و بلتستان کے جو افراد پاکستان میں رہتے ہیں وہ عوامی ورکرز پارٹی کی رکنیت اختیار کر سکتے ہیں مزید برآں کشمیر اور گلگت بلتستان کی ہم خیال پارٹیوں کو وفاقی کمیٹی میں نمائندگی دی جائے گی۔

☆ سرکاری وسائل کی تقسیم میں پسماندہ علاقوں اور قومی اکائیوں کے ساتھ ہونے والی

ناانصافیوں کا ازالہ کرتے ہوئے پسماندگی کے خاتمے کو بنیادی اہمیت دی جائے گی۔

☆ بیرون ملک رہنے والے پاکستانیوں کو پاکستان میں عام انتخابات میں ووٹ کا حق دیا جائے گا۔

(1.3) خارجہ پالیسی

دنیا بھر میں امن اور جمہوریت کی حمایت کی جائے گی۔ ہمسایوں سمیت تمام ممالک سے برابری کی بنیاد پر دوستانہ تعلقات قائم کئے جائیں گے امریکہ اور دیگر سامراجی ممالک کی معاشی سیاسی وفوجی بالادستی کی مخالفت کی جائے گی۔ قومی آزادی کی تحریکوں اور عوام دوست انقلابات کی حمایت کی جائے گی۔ پاکستان ودوسرے ممالک کے اندرونی معاملات میں نہ مداخلت کرے گا اور نہ ہی پاکستان کے اندرونی معاملات میں مداخلت برداشت کی جائے گی۔

(2) معاشی پروگرام

(2.1) بنیادی ضروریات

تعلیم، صحت، رہائش، ٹرانسپورٹ، بجلی، گیس، تیل اور پانی جیسے روزمرہ عوامی ضروریات کے شعبے ریاستی تحویل میں ہوں گے اور تمام شہریوں کو ان سہولتوں کی فراہمی یقینی بنائی جائے گی۔ فوجی اخراجات کم کر کے تعلیم پر GDP کا کم از کم 10 فیصد، صحت پر 10 فیصد اور رہائش کی فراہمی پر 5 فیصد خرچ کیا جائے گا۔

(2.2) صنعت

☆ حکومت معیشت کی عمومی منصوبہ بندی اور نگرانی کرے گی۔

☆ ''آزاد'' تجارتی منڈی، نجکاری اور محنت پر پابندیوں پر مبنی سرمایہ دارانہ عالمگیریت کی مخالفت کی جائے گی۔

☆ قومیائی گئی صنعتوں کو فعال بنایا جائے گا۔ پاکستانی مالیاتی اداروں اور بینکوں کی جانب سے سرمایہ داروں، جاگیرداروں اور سول وفوجی افسر شاہی کو دیئے گئے قرضوں کی وصولی کی جائے گی اور آئندہ سیاسی بنیادوں پر ایسے قرضوں کی فراہمی پر مکمل پابندی عائد کی جائے گی۔

☆بڑی صنعتوں کوقومی تحویل میں لیا جائے گا۔عوام کے معیارزندگی کوبہتر بنانے کے لیے صنعتی ترقی کی پالیسی میں گھریلو ساز وسامان اورگھریلو کام کی مشینوں کی بڑے پیمانے پر پبلک سیکٹر میں پیداواراورسستے داموں فراہمی پرخاص توجہ دی کی جائے گی۔

☆صنعتی ترقی کے لیےنجی سرمایہ کاری کی اجازت ہوگی خاص کرملک کے پسماندہ علاقوں میں ترجیحی بنیادپرنئی صنعتیں قائم کی جائیں گی تاہم نجی صنعت کواجارہ داری اور بے لگام منافع خوری کی اجازت نہیں ہوگی اور نہ محنت کشوں کے حقوق کی پامالی کی اجازت دی جائے گی روزگار کے حصول میں مقامی آبادی کوحق اولیت حاصل ہوگا نجی شعبے کے مزدوروں کو وہی معاشی وسماجی حقوق حاصل ہوں ے جوسرکاری شعبے کےمزدوروں کوحاصل ہیں۔

☆صنعتی ترقی،معاشی آزادی اورخودمختاری کے لیے علاقائی وترقی پذیر ممالک کے ساتھ تعاون اوراشتراک پرمبنی معاہدے کیے جائیں گے۔

☆ملٹی نیشنل سرمایہ کاروں کے منافع کی شرح کوملکی اورعوامی مفاد میں طے کیا جائے گا۔

☆محنت کشوں کی تنخواہوں کومہنگائی کے لحاظ سے بڑھایا جائے گا کارخانوں میں ٹھیکیداری نظام ختم کیا جائے گا جبری مشقت کے خاتمے کے لیے موجودہ قوانین پرعمل درآمد یقینی بنایا جائے گا اورمزدوردوست پالیسی و نئے قوانین بنائے جائیں گے۔

☆خواتین کے کام پر پابندی جیسے جاگیردارانہ تعصّبات دور کیے جائیں گے کام کے برابر معاوضےکویقینی بنایا جائے گا۔

☆پانی اورتوانائی کے بحران ہنگامی طورپرحل کیے جائیں گے اورخصوصاً ہائیڈرل اورشمسی توانائی کے منصوبوں کوترجیح دی جائے گی۔

(2.3)زراعت

☆بڑی زمینداریوں،سرداری وجاگیرداری نظام کا خاتمہ کیا جائے گا نیز ملٹری فارمز کے نام پرگھیری گئی تمام اراضیات اورفوجی وسول افسرشاہی کو بانٹی گئی تمام اراضیات بحق عوام ضبط کرکے بے زمین کسانوں اورمزارعین میں بلاتفریق جنس برابراورمفت تقسیم کی جائیں گی۔زرعی زمین کی حدملکیت 25ایکڑنہری اور50ایکڑبارانی فی کاشت کارخاندان مقررکی جائے گی ملکی و

غیرملکی سرمایہ کاروں کوزرعی زمینوں کی الاٹمنٹ پٹہ پرحوالگی اورفروخت ختم کی جائے گی کوآپریٹیو فارمنگ اوراجتماعی کاشت کاری کوفروغ دیا جائے گا۔

☆زرعی ادویات،مصنوعی کھاداور بیج تیار کرنے والے بڑے کارخانوں اور اداروں کو ریگولیٹ کیا جائے گااوران کی قیمتوں میں خاطرخواہ کمی کی جائے گی۔

☆کھیت ودیہی محنت کشوں کوصنعتی مزدوروں کے مساوی حقوق ومراعات دی جائیں گی۔

(2.4)ٹیکس اوربیرونی قرضے

☆ٹیکس کے نظام کو نئے سرے سے منصفانہ بنیادوں پرترتیب دیا جائے گاعوام کوبلواسطہ ٹیکسوں سے نجات دلائی جائے گی آمدنی کی بنیاد پرٹیکس کا اصول زراعت اورغیرملکی سرمائے سمیت ہرشعبہ زندگی پرلاگوکیا جائے گا۔

☆سامراجی ممالک اور عالمی مالیاتی اداروں کی جانب سے پاکستان کے حکمرانوں خاص طورپرفوجی آمروں کودیے جانے والے ناجائز غیرملکی قرضوں کے لیے بین الاقوامی طورپرتسلیم شدہ اصولوں کےتحت اقدامات اٹھائے جائیں گے۔

(2.5) ماحولیات

☆قدرتی وسائل کوپائیدارطریقہ سےاستعمال کرنے پرخصوصی توجہ دی جائے گی۔

☆صنعتی فضلے کے اخراج، جنگلات کے کٹاؤ، پانی کے بیجا اورغلط استعمال کے نتیجے میں ماحولیاتی تباہی کوروکنے کے لیے قانون سازی کی جائے گی قابل تجدید توانائی کے حصول کے لیے ریاستی سطح پرسرمایہ کاری کی جائے گی توانائی خاص طورپربجلی پیدا کرنے کےایسے پراجیکٹس پرکام کیا جائے گا جس سےقدرتی ماحول کونقصان نہ پہنچے۔

☆قدرتی آفات اوربڑی تباہی پھیلانے والے واقعات سے نمٹنے کے لیے ریاستی سطح پر موثراقدامات کیے جائیں گے۔

(3)سماجی پروگرام

(3.1)بنیادی حقوق

☆شخصی آزادی کوریاستی تحفظ حاصل ہوگا۔

☆ غریب عوام کو بنیادی ضروریات زندگی و روزگار فراہم کرنے اور تعلیم، علاج معالجہ، رہائش کی مفت سہولتیں مہیا کرنے کی بنیادی ذمےداری حکومت کی ہوگی۔

☆ بین الاقوامی سطح پر طے شدہ اصولوں اور معاہدوں کے مطابق آئین میں ہر شہری کے سیاسی، معاشی، سماجی اور ثقافتی حقوق کی ضمانت دی جائے گی۔ ذات، مذہب، فرقے، طبقے، جنس، قوم کی بنیاد پر موجود امتیازی قوانین کا خاتمہ کیا جائے گا تمام شہریوں کو ہر سطح پر یکساں سہولتیں اور مواقع حاصل ہوں گے خواتین، اقلیتوں اور دیگر پچھڑے ہوئے سماجی گروہوں کو خصوصی مراعات فراہم کی جائیں گی۔ تاکہ وہ معاشرے میں برابری کی سطح پر آسکیں۔

پیشہ ورانہ تنظیموں کے حقوق کا تحفظ کیا جائے گا۔ ریاست کے ہر شہری کو اظہارِ خیال، نقل و حرکت، انجمن سازی کے غیر مشروط حق کی ضمانت دی جائے گی۔ طبقاتی تنظیموں کو اجتماعی سوداکاری اور ہڑتال کا حق حاصل ہوگا اور سماجی تحریکوں کو بھی فروغ دیا جائے گا۔

(3.2) تعلیم وصحت

☆ ہر شہری کو پرائمری تعلیم اپنی اپنی مادری زبانوں میں، میٹرک تک لازمی اور گریجوایشن تک مفت تعلیم دینے کی آئینی ضمانت دی جائے گی۔ موجودہ طبقاتی نظام تعلیم کا خاتمہ اور تعلیم کے نام پر تجارت تعصب اور لوٹ مار کا کاروبار بند کیا جائے گا نصاب کو سیکولر اور جدید دور کے مطابق بنایا جائے گا موجودہ فرسودہ نظام تعلیم کی جگہ نیا یکساں اور جدید نظام تعلیم رائج کیا جائے گا۔ مادری زبانوں میں تعلیم کو فروغ دیا جائے گا۔

☆ محنت کش طبقے کو مفت علاج معالجہ کی سہولت کی فراہمی کے ساتھ ساتھ عوام کو علاج معالجے کی بہتر اور ارزاں سہولتیں فراہم کی جائیں گی۔ دوائیوں کی کمپنیوں کی لوٹ مار اور جعلی ادویات کے عوام دشمن کاروبار پر پابندی لگائی جائے گی۔

(3.3) خواتین

☆ مرد کی بالادستی کی ہر شکل کا خاتمہ کیا جائے گا جنس کی بنیاد پر تمام امتیازات اور نابرابری کا خاتمہ کیا جائے گا اور زندگی کے تمام شعبوں میں عورتوں کو مساوی مواقع اور حیثیت دی جائے گی۔

عوامی نمائندگی کے تمام اداروں میں خواتین کی مساوی نمائندگی کو یقینی بنایا جائے گا عورتوں پر تشدد اور تمام پسماندہ سماجی اداروں اور روایات پر قانونی پابندی ہوگی اور ریاست کے خلاف

جرائم کی فہرست میں شامل کیے جائیں گے بشمول جرگے، جبری شادی، سوارہ، ونی، کاروکاری اور غگ وغیرہ کو شامل کیا جائے گا وراثت میں عورتوں کو مساوی حصہ دیا جائے گا بچیوں اور عورتوں کے لیے تخلیق اور فن کے مساوی مواقع دیئے جائیں گے۔ بچوں کی پیدائش کا صوابدیدی اختیار عورت کو حاصل ہوگا زچگی اور تولیدی صحت کی مفت سرکاری سہولیات اور بچوں کے لیے سرکاری اور نجی اداروں میں نگہداشت گاہیں بنائی جائیں گی زچگی کے دوران ماں کو تین ماہ کی بامعاوضہ رخصت دی جائے گی اور پہلے بچے کی پیدائش کے بعد ایک سال کی بامعاوضہ رخصت جو والدین میں سے ماں یا باپ کوئی بھی لے سکتا ہے یہ سہولت صرف دو بچوں کی پیدائش تک ہوگی۔

(3.4) طلبا و نوجوان

طلبا اور نوجوانوں پر خصوصی توجہ ہماری سیاست کے فرائض اولین میں شامل ہے ہم سمجھتے ہیں کہ جس نظریاتی اور فکری گمبھیر پن سے ہمارے سماج کے بچوں کا واسطہ پڑتا ہے اور جس عقیدوی تلقین، ابہام پسندی اور قدامت پرستی کے عمل سے انہیں بچپن سے گزارا جاتا ہے اس نظریاتی قید سے انہیں نکالنا ہوگا تاکہ وہ ایک آزاد انسان اور شہری کی حیثیت سے سماج کی انقلابی بہتری کے لیے بھرپور کردار ادا کرسکیں۔ یہ آسان کام نہیں ہے۔ ان بچوں اور نوجوانوں کو نئی زندگی، تخلیقی اور تحقیقی اقدار اور اصولوں اور تجربات سے ہمکنار کرنے کیے جانے کے لیے انتظامات کرنے ہوں گے ہم سمجھتے ہیں کہ جس شکل کی زندگی گزارنے پر مجبور ہیں وہ انسانی حوالوں سے کوئی بہتر صورت حال نہیں ہے اس لیے انقلابی اقدامات کے لیے انقلابی تدریسی نظام کی تشکیل ضروری ہے بشمول بہت بڑے پیمانے پر ڈی ایجوکیشن کے۔

☆ تمام نوجوانوں کو روزگار کی آئینی ضمانت دی جائے گی نوجوانوں اور طالب علموں کو تعلیم کے ساتھ کھیل کود اور ثقافتی سرگرمیوں کے لیے سہولتیں فراہم کی جائیں گی طلبا کو غیر نصابی صحت مند سرگرمیوں کو فروغ دینے کے مواقع فراہم کیے جائیں گے تعلیمی اداروں میں طلبا یونینز بحال کی جائیں گی۔

دستور

پہلا باب:

دستور عوامی ورکرز پارٹی

نام

1.1 پارٹی کا نام ''عوامی ورکرز پارٹی''

1.2 پرچم

پارٹی پرچم کا رنگ سرخ اور سفید ہوگا (3/4 حصہ سرخ اور بائیں طرف 1/4 حصہ سفید) سرخ حصے کے درمیان ایک پانچ کونوں والا سفید ستارہ ہوگا۔

1.3 سرخ رنگ جدوجہد کی نشانی ہے۔ یہ محنت کش عوام کی طبقاتی وانقلابی جدوجہد اور قربانی کا اظہار ہے سفید رنگ امن کی نشانی اور سفید ستارہ راہنمائی کی غمازی کرتا ہے۔

دوسرا باب:

رکنیت

2.1۔ ہر پاکستانی شہری جس کی عمر کم از کم 18 سال ہو، پارٹی کے منشور اور نظریے سے اتفاق کرتا ہو۔ پارٹی کا رکن بن سکتا ہے۔ پارٹی کی رکنیت حاصل کرنے کے لیے فارم پر کرنا ہوگا اور 10 روپے کی رکنیت فیس ادا کرنا ضروری ہوگا۔

2.2۔ رکنیت فیس ادا کرنے کے علاوہ ہر رکن پر لازم ہوگا کہ وہ باقاعدہ ماہانہ چندہ ادا کرے (ماہانہ چندے کا تعین رکن خود اپنی آمدنی کے لحاظ سے رکنیت فارم پُر کرتے وقت کرے گا۔) پارٹی یا پارٹی کے مختلف محاذوں میں کسی ایک کے کاموں میں باقاعدہ شرکت کرے گا۔ جو رکن کاموں میں شریک نہیں ہوگا اور باقاعدہ چندہ ادا نہیں کرے گا وہ پارٹی انتخاب میں حصہ لینے یا

ووٹ دینے کا حقدار نہیں ہوگا۔

تیسرا باب:

پارٹی ڈھانچہ

3۔ پارٹی کا دائرہ کار پورا پاکستان ہوگا اور پارٹی کے فیڈرل ڈھانچے میں مندرجہ ذیل ادارے ہوں گے:

1۔ وفاقی کانگریس

2۔ وفاقی/مرکزی کمیٹی

3۔ وفاقی/مرکزی ایگزیکٹیو کمیٹی

4۔ وفاقی/مرکزی طرز پر قومی/صوبائی اور ضلعی ادارے ہوں گے (پارٹی منشور کی روشنی میں موجودہ صوبوں یا وفاقی اکائیوں کی قومی بنیادوں پر از سر نو تشکیل کی ضرورت ہے، اس لیے موجودہ حالات میں پارٹی نے زبان، تہذیب وثقافت کی بنیاد پر سرائیکی وسیب کو الگ اکائی مانتے ہوئے تنظیم قائم کی ہے لہذا دستور کی مندرجہ ذیل شقوں میں صوبے یا صوبائی تنظیم کو ''قومی اکائی'' کے طور پر ہی پڑھا جائے۔)

3.1 **وفاقی کانگریس**

(i) کانگریس پارٹی کا اعلیٰ ترین ادارہ ہوگا کانگریس ہر تین سال بعد منعقد ہوگی پارٹی کانگریس سیاسی وتنظیمی حکمت عملی طے کریں گی۔ صوبوں سے مندوبین کی نمائندگی اور تعداد برابری کے اصولوں پر ہوگی البتہ جن صوبوں میں پارٹی اراکین کی تعداد بہت کم ہے وہاں سے مندوبین کی تعداد کا فیصلہ وفاقی/مرکزی ایگزیکٹیو کمیٹی کرے گی۔

(ii) وفاقی کانگریس میں پیش کی جانے والی وفاقی/مرکزی کمیٹی اور صوبائی کمیٹیوں کی رپورٹوں اور قراردادوں کے مسودے کانگریس کے انعقاد سے کم از کم ایک ماہ پہلے راکین میں تقسیم ہوں گے تاکہ ان پر بحث کا مناسب وقت مل سکے فوری اشوز پر قراردادیں کانگریس میں پیش ہوسکتی ہیں۔

(iii) کانگریس کو چلانے کا انتظام اسٹینڈنگ آرڈر کمیٹی (SOC) کرے گی جس کا انتخاب کانگریس سے پہلے منعقد ہونے والی وفاقی/مرکزی کمیٹی کرے گی۔ (SOC) تین ساتھیوں پر مشتمل ہوگی یہ کمیٹی کانگریس کا اجلاس باقاعدہ شروع ہونے سے پہلے کانگریس چلانے کی تجاویز کو پیش کرکے منظوری لے گی۔

(iv) کانگریس میں تمام فیصلے سادہ اکثریت سے کیے جائیں گے البتہ منشور ودستور کی ترمیم کے لیے 60 فیصد اکثریت درکار ہوگی۔

3.2 خصوصی کانگریس

کسی فوری یا اہم مسئلے پر وفاقی/مرکزی کمیٹی کی دوتہائی اکثریت کی رائے سے خصوصی کانگریس کم از کم ایک ماہ کے پیشگی نوٹس پر منعقد کی جاسکتی ہے جس میں گزشتہ کانگریس کے مندوبین ہی شرکت کریں گے۔

3.3۔ وفاقی/مرکزی کمیٹی

(i) وفاقی/مرکزی کمیٹی کانگریس میں منتخب اراکین اس کے علاوہ بانی صدر جناب عابد حسن منٹو (تاحیات ممبر)، سابق وفاقی صدر، جنرل سیکریٹری اور وفاقی اکائیوں کے صدور اور جنرل سیکریٹریز پر مشتمل ہوگی۔ دو وفاقی کانگریسوں کے درمیانی عرصے میں تمام سیاسی وانتظامی امور کی ذمے دار ہوگی اور کانگریس کے بعد وفاقی/مرکزی کمیٹی پارٹی کا بااختیار ادارہ ہوگا۔ اس کا اجلاس سال میں کم از کم تین دفعہ منعقد ہوگا اور اجلاس کا کورم کل تعداد کا کم از کم نصف ہوگا۔ وفاقی/مرکزی کمیٹی کا خصوصی اجلاس وفاقی / مرکزی کمیٹی کے کل اراکین کی ایک تہائی تعداد کی درخواست پر بلایا جاسکتا ہے۔

(ii) وفاقی/مرکزی کمیٹی کے اراکین کی تعداد کا تعین موجودہ وفاقی/مرکزی کمیٹی کرے گی مزید جموں وکشمیر اور گلگت بلتستان کی ہم خیال پارٹیوں سے نمائندگی اور اراکین کی تعداد کا تعین بھی موجودہ وفاقی/مرکزی کمیٹی کرے گی وفاقی/مرکزی کمیٹی کا انتخاب ایک تجویز کردہ لسٹ کی بنیاد پر ہوگا۔ جو موجودہ وفاقی/مرکزی کمیٹی کانگریس میں منظوری کے لیے پیش کرے گی۔

(iii) موجودہ وفاقی/مرکزی کمیٹی لسٹ مرتب کرتے وقت صوبائی اکائیوں سے نمائندگی۔ مجوزہ اراکین کی کارکردگی اور صوبائی کمیٹیوں کی رائے کو مدنظر رکھے گی۔

(iv) وفاقی/مرکزی کمیٹی کو آئندہ کانگریس کے انعقاد تک کسی خصوصی صورت حال یا ضرورت کے تحت نئے ممبران وفاقی/مرکزی کمیٹی میں یا کسی عہدے کے لیے نامزد کرنے کا اختیار ہوگا اور اس کے لیے وفاقی/مرکزی کمیٹی کے دوتہائی ممبران کا رضامند ہونا لازمی ہوگا۔

(v) وفاقی/مرکزی کمیٹی کا کوئی رکن اگر کسی خاص یا اہم وجہ کے تحریری اطلاع کے بغیر متواتر تین اجلاس میں شریک نہیں ہوگا تو اس کی رکنیت خودبخود ختم ہوجائے گی یہی اصول پارٹی کے نیچے کے تمام اداروں اور عہدیداروں کے لیے ہوگا۔

(vi) وفاقی/مرکزی کمیٹی میں خواتین کی کم سے کم تعداد 33 فیصد ہوگی اور یہی اصول پارٹی کے تمام اداروں کے لیے نافذ ہوگا نوٹ (ضمیمہ ملاحظہ کریں)

3.4 وفاقی/مرکزی ایگزیکٹیو کمیٹی

(i) وفاقی/مرکزی ایگزیکٹیو کمیٹی پارٹی کے وفاقی/مرکزی عہدیداروں اور صوبوں کے صدور پر مشتمل ہوگی صدر کی غیر موجودگی میں سینئر نائب صدر صدارت کرے گا/کرے گی۔ ایگزیکٹیو کمیٹی وفاقی کانگریس اور وفاقی/مرکزی کمیٹی کے فیصلوں پر عمل درآمد کرانے کی ذمہ دار ہوگی اور وفاقی/مرکزی کمیٹی کے سامنے جواب دہ ہوگی کسی بھی سیاسی یا تنظیمی صورت حال میں ایگزیکٹیو کمیٹی فوری فیصلے کرسکتی ہے مگر بعد میں اس کی توثیق وفاقی/مرکزی کمیٹی سے ضروری ہے۔

3.5 وفاقی/مرکزی عہدیداران

وفاقی/مرکزی سطح پر یہ عہدیداران ہوں گے:

صدر، سینئر نائب صدر، نائب صدر، جنرل سیکریٹری، ڈپٹی جنرل سیکریٹری، سیکریٹری تعلیم و تربیت، سیکریٹری مالیاتی امور، سیکریٹری نشر واشاعت، سیکریٹری لیبر، سیکریٹری کسان وہاری، سیکریٹری خواتین، سیکرٹری یوتھ وطلبا، سیکریٹری آرٹ اور کلچر۔

وفاقی/مرکزی عہدیداروں کا انتخاب نئی منتخب شدہ وفاقی/مرکزی کمیٹی اپنے اراکین میں سے کرے گی جس کا اعلان کانگریس کے اجلاس میں کیا جائے گا۔

صدر

صدر پارٹی کا آئینی سربراہ ہوگا/گی، پارٹی کے اجلاس کی صدارت کرے گا/گی اور پارٹی منشور و دستور کے مطابق راہنمائی کرے گا/گی۔

سینئر نائب صدر

صدر کے فرائض میں معاونت کے علاوہ صدر کی عدم موجودگی میں پارٹی صدر کے عہدے پر کام کرے گا/گی اور فرائض انجام دے گا/گی۔

نائب صدر

صدر اور سینئر نائب صدر کی عدم موجودگی میں پارٹی صدر کے عہدے پر کام کرے گا/گی اور صدر کے تمام اختیارات و فرائض انجام دے گا/گی۔

جنرل سیکریٹری

پارٹی کے تمام تنظیمی امور کا انچارج ہوگا/گی۔ پارٹی کا تمام ریکارڈ مرتب کرنے کے علاوہ پارٹی کی وفاقی کانگریس، وفاقی مرکزی کمیٹی اور وفاقی/مرکزی ایگزیکٹو کمیٹی کے اجلاس کے انعقاد اور انتظامی امور کے ساتھ ساتھ قومی اکائیوں کی تنظیموں سے رابطے اور پارٹی فیصلوں پر عمل درآمد کا ذمہ دار ہوگا/گی۔

ڈپٹی جنرل سیکریٹری

جنرل سیکریٹری کے کاموں میں معاونت کرے گا/گی اور جنرل سیکریٹری کی عدم موجودگی میں ان کے فرائض سرانجام دے گا/گی۔

سیکریٹری تعلیم و تربیت

پارٹی اراکین کی نظریاتی و سیاسی تعلیم و تربیت کا ذمہ دار ہوگا اس کے لیے لٹریچر مہیا کرنے

اور اسکول قائم کرنے کا ذمہ دار ہوگا/گی۔

سیکریٹری آرٹ و کلچر

ادبی، تہذیبی، ثقافتی اور آرٹ و فن کی ترقی کی سرگرمیوں کا ذمہ دار ہوگا/گی۔

سیکریٹری مالیاتی امور

مالیاتی امور کا ذمے دار ہوگا/گی آمدن و اخراجات کی رپورٹ مرتب کرنے اور پارٹی اکاؤنٹ آڈٹ کرانے کا ذمہ دار ہوگا/گی۔

سیکریٹری نشر و اشاعت

پارٹی کے اغراض و مقاصد، فیصلوں اور اس کے لٹریچر کی نشر و اشاعت کا ذمہ دار ہوگا/گی پارٹی کے نقطہ نظر کو فروغ دے گا/گی۔

سیکریٹری لیبر، سیکریٹری کسان وہاری، سیکریٹری یوتھ و طلبا اور سیکریٹری خواتین یہ تمام سیکریٹریز اپنے اپنے شعبوں کے امور کے ذمے دار ہوں گے اور ان شعبوں سے متعلق کاموں کی نگرانی کریں گے۔

(i) یہی عہدیداران صوبائی اور ضلعی سطح پر منتخب ہوں گے۔

(ii) پارٹی مختلف شعبوں یعنی صنعتی، زرعی مزدوروں، کسانوں/ہاریوں، طلباء، نوجوانوں اور دیگر شعبوں میں عوامی محاذ تشکیل دے دی اور ان محاذوں کی قیادت پارٹی کے نظم و ضبط اور فیصلوں کی پابند ہوگی۔

(iii) پارٹی کے وفاقی/مرکزی صوبائی اور ضلعی سطح کے کسی ایک عہدے پر کوئی ساتھی لگاتار دو ٹرم سے زیادہ عرصے کے لیے منتخب نہیں ہوسکتا/سکتی لیکن وقفہ کے بعد دوبارہ اسی عہدے پر منتخب ہوسکتے ہیں۔

(iv) کوئی بھی وفاقی/مرکزی عہدیدار اپنے عہدے سے مستعفی ہوسکتا/ہوسکتی ہے وہ اپنا استعفیٰ تحریری طور پر جنرل سیکریٹری کے توسط سے دے گا/گی جس کی منظوری وفاقی کمیٹی دے گی

اورصوبوں میں یہی اختیار قومی/صوبائی کمیٹی کو ہوگا۔ یہی اختیار ضلعوں میں ضلعی کمیٹی کو ہوگا۔

3.6 صوبائی کانگریس

(i) وفاقی پارٹی کی طرز پر تمام قومی اکائیوں میں قومی/صوبائی کانگریس، قومی/صوبائی پارٹی کا اعلیٰ ترین ادارہ ہوگا اور صوبے میں اس کو وہی اختیار حاصل ہوں گے جو وفاق میں وفاقی کانگریس کو حاصل ہیں۔ قومی/صوبائی کانگریس کا انعقاد مندوبین کی تعداد اور اضلاع کے درمیان تناسب کا تعین/صوبائی کانگریس سے قبل صوبائی کمیٹی اضلاع کی پارٹی ممبرشپ کی بنیاد پر کرے گی۔ قومی/صوبائی کانگریس کے مندوبین کا انتخاب ضلعی کانگریس کے مندوبین میں سے ہوگا۔

(ii) صوبائی کانگریس صوبائی کمیٹی کے اراکین وعہدیداران اور وفاقی کانگریس کے مندوبین کا انتخاب کرے گی۔

(iii) صوبائی کمیٹیوں، صوبائی ایگزیکٹیو کمیٹیوں اور عہدیداروں کو صوبے میں وہی اختیارات حاصل ہوں گے جو وفاق میں وفاقی/مرکزی کمیٹی کو حاصل ہیں۔

3.7 ضلعی تنظیم

ضلعی کانگریس ضلع کا سب سے با اختیار ادارہ ہوگا وہ ضلعی کمیٹی/عہدیداروں اور صوبائی کانگریس کے مندوبین کا انتخاب کرے گی اور ضلع میں اسے وہی اختیارات حاصل ہوں گے جو صوبے میں قومی کانگریس یا وفاق میں وفاقی کانگریس کو حاصل ہیں۔ ضلعی کانگریس کا انعقاد ضلع کے اندر تمام یونٹوں سے ممبرشپ کی بنیاد پر منتخب مندوبین کریں گے۔ ایک ضلع کے اندر کم از کم پانچ یونٹ ہوں گے۔ ضلعی کانگریس کے مندوبین کی تعداد کا تعین ضلعی کمیٹی کانگریس سے پہلے کرے گی۔ تنظیمی صورت حال کے مدنظر قومی/صوبائی کمیٹی کو اختیار ہوگا کہ وہ ایک سے زیادہ اضلاع شہر یا علاقوں کی ایک تنظیم تشکیل دے۔

3.8 ضلعی کمیٹی

ضلعی کمیٹی اور ضلعی ایگزیکٹیو کمیٹی کے اراکین وعہدیداراوں کا انتخاب صوبائی کمیٹی اور صوبائی

ایگزیکیٹو کمیٹی کے طرز پر ہوگا اور ان کے اختیار بھی ضلع کے اندر وہی ہوں گے۔

3.9 بنیادی یونٹ

یہ پارٹی کا بنیادی ادارہ ہوگا جو فیکٹری، ادارے، گاؤں، گوٹھ، وارڈ، یونین کونسل، ضلع و تحصیل، تعلقہ، محلے یا علاقے کی بنیاد پر قائم ہوگا ایک یونٹ کم سے کم پانچ اراکین کی بنیاد پر قائم ہوگا۔ ہر یونٹ کی منظوری متعلقہ ضلعی کمیٹی سے لازمی ہوگی یونٹ کا ایک سیکریٹری اور کمیٹی مقرر کی جائے گی ہر یونٹ پندرہ روز میں اپنا اجلاس منعقد کرے گا۔ اس کا فرض ہے کہ اپنے اراکین سے ماہانہ چندہ وصول کرکے ضلعی پارٹی کو دے گا۔ پارٹی پروگرام اور پالیسی کی اپنے علاقے میں تشہیر کرے اور پارٹی فیصلوں کی پابندی کرے۔

چوتھا باب:

جمہوری حقوق اور نظم وضبط

4.1 پارٹی کے تمام ادارے منتخب ہوں گے اور اس باڈی کو جواب دہ ہوں گے جس نے انہیں منتخب کیا ہے پارٹی کی وحدت کو قائم رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ ہر رکن اور پارٹی کا ہر ادارہ پارٹی لائحہ عمل کے مطابق جدوجہد کرتے ہوئے پارٹی کے دستور اور تمام اصولوں کی پاسداری کرے پارٹی کے تمام فیصلے جمہوری طریقے پر بحث ومباحثے کے بعد ممکنہ حد تک اتفاق رائے سے اور اختلاف رائے کی صورت میں کثرت رائے سے کیے جائیں گے۔ جن کی پاسداری سب پر لازم ہو گی۔

4.2 پارٹی کا ہر رکن یہ حق رکھتا ہے کہ وہ پارٹی کے اداروں کے اندر بحث ومباحثے کے بعد ادارے کے فیصلے کا پابند ہوگا اقلیت کو اکثریت کے فیصلے کی پابندی کرنی ہوگی لیکن ہر رکن یا ادارے کو حق حاصل ہوگا کہ وہ کسی مسئلے پر اپنے اختلافی نقطہ نظر کو تحریری طور پر اوپر والے ادارے کو ارسال کرے گا اور بالائی ادارے کے فیصلے کی پابندی نیچے والے ادارے پر لازمی ہوگی۔

4.3 ہر پارٹی یونٹ اور ادارے کے لیے لازمی ہوا کہ وہ وقتاً فوقتاً اپنی انفرادی اور اجتماعی سرگرمیوں اور کارکردگی کا جائزہ لے اور زیادہ موثر بنانے کے لیے اقدامات کرے اور ایسے جائزوں اور کارکردگی کی تحریری رپورٹ متعلقہ پارٹی اداروں کو ارسال کرے۔

4.4 پبلک میں کام کرنے والا ممبر پارٹی کے ڈسپلن اور جمہوری اقدار کے دائرے میں کام کرے گا اور اپنی پوزیشن سے کوئی مالی فائدہ نہیں اٹھائے گا۔

4.5 تمام اجلاسوں کی کاروائی تحریر کی جائے گی اور سرگرمیوں کی رپورٹ متعلقہ ادارے کے اراکین اور متعلقہ بالائی ادارے کی دسترس میں ہوگی۔ کسی بھی ادارے کی تحریری کاروائی کو حذف کرنے کا اختیار متعلقہ کمیٹی کو ہوگا۔

4.6 پارٹی کے ہر رکن اور ادارے کے لیے لازم ہوگا کہ وہ پارٹی منشور و دستور تمام فیصلوں اور پارٹی ضابطہ اخلاق کی پابندی کرے (ضابطہ اخلاق پارٹی وفاقی کمیٹی مرتب کرے گی) بالائی ادارہ تحریری نوٹس جاری کرے گا متعلقہ رکن یا ادارہ تحریری طور پر جواب دے گا اور اسے صفائی کا پورا موقع دیا جائے گا۔

4.7 خلاف ورزی کی نوعیت کے مدنظر تحقیقاتی کمیٹی بھی مقرر کی جاسکتی ہے جو اپنی رپورٹ متعلقہ ادارے کو پیش کرے گی فیصلہ متعلقہ ادارہ ہی کرے گا ڈسپلن کی خلاف ورزی پر کسی کو عہدے یا رکنیت سے معطل کیا جاسکتا ہے اور الزام ثابت ہونے پر رکنیت ختم کی جاسکتی ہے۔

4.8 ہر فیصلے سے متاثر رکن یا ادارے کو اپیل کا حق ہوگا جو اوپر والے ادارے کے پاس کی جاسکتی ہے اپیل یا حتمی فیصلوں کا حق وفاقی/مرکزی کمیٹی کے پاس ہوگا۔

پانچواں باب:

پارٹی انتخابات

5-1 پارٹی کے تمام ادارے منتخب ہوں گے اور تمام انتخابات ہر ادارے کے انتخاب کے لیے دیئے گئے طریقہ کار کے مطابق ہوں گے وفاقی/مرکزی، صوبائی اور ضلعی کمیٹیاں اپنی اپنی سطح

پر انتخابات سے قبل الیکشن کمیشن مقرر کریں گی جن کی تعداد بھی متعلقہ کمیٹی ہی طے کرے گی جو متعلقہ اداروں کے انتخابات سے قبل الیکشن کمیشن مقرر کریں گی جن کی تعداد بھی متعلقہ کمیٹی متعین کرے گی جو متعلقہ ادارے کے انتخابات کے ذمے دار ہوں گے۔

5\.2 غیر سرکاری تنظیموں این جی اوز کے تنظیمی و انتظامی سربراہ پارٹی کے کسی بھی عہدے کے لیے انتخاب میں حصہ نہیں لے سکیں گے۔

5.3 اپیل کمیشن

وفاقی/مرکزی کمیٹی سینئر ممبران پر مشتمل ایک تین رکنی اپیل کمیشن منتخب کرے گی اپیل کمیشن کسی بھی انتخابی شکایت یا اپیل پر فیصلے سے قبل انکوائری کرسکتا ہے اپیل کمیشن کے فیصلے کی حتمی منظوری وفاقی/مرکزی کمیٹی دے گی۔

چھٹا باب:

ملکی پارلیمانی انتخابات

6.1 ملک میں تمام پارلیمانی انتخابات میں حصہ لینے کے لیے پارٹی امیدواروں کے تعین کے لیے وفاقی/مرکزی ایگزیکٹو کمیٹی بورڈ تشکیل دے گی پارلیمانی بورڈ کے اراکین خود انتخابات میں حصہ نہیں لے سکیں گے۔ انتخابات میں حصہ لینے کے خواہش مند اراکین اپنی درخواستیں مقامی یونٹ ضلیع کمیٹی کی منظوری کے بعد پارلیمانی بورڈ کو بھجوائیں گے۔ پارٹی ٹکٹ جاری کرنے کے لیے پارلیمانی بورڈ کا فیصلہ تمام اراکین پر لازم ہوگا لیکن اس فیصلے کے خلاف اپیل وفاقی/مرکزی ایگزیکٹو کمیٹی میں کی جائے گی جس کا فیصلہ حتمی ہوگا۔

6.2 پارلیمانی بورڈ کو پارٹی ٹکٹ کے لیے درخواست کے ساتھ فیس کے تعین کا اختیار حاصل ہوگا جس کی ادائیگی امیدوار رکن کے لیے لازمی ہوگی پارلیمانی بورڈ قواعد وضوابط جاری کرسکتا ہے۔

6.3 بلدیاتی انتخابات کے لیے صوبائی کمیٹی پارلیمانی بورڈ مقرر کرے گی جو وفاقی/مرکزی سطح کے پارلیمانی بورڈ کی طرز پر کام کرے گا۔ بورڈ کے فیصلے کے خلاف اپیل صوبائی ایگزیکٹو کمیٹی میں کی جاسکے گی جس کا فیصلہ حتمی ہوگا۔

ساتواں باب:

دیگر امور

7.1 پارٹی فنڈز اور مالی معاملات

(i) پارٹی میں ہر سطح پر مالی حساب کتاب باضابطہ شفاف اور تحریری طور پر رکھا جائے گا۔اس کی ہر متعلقہ ادارے میں باقاعدہ رپورٹ کی جائے گی وفاقی/مرکزی سطح پر پارٹی فنڈز کے لیے باقاعدہ اکاؤنٹ کھولا جائے گا جس کو چلانے کی ذمے داری سیکریٹری مالی امور جنرل سیکریٹری اور پارٹی صدر یا وفاقی/مرکزی کمیٹی کے نامزد رکن پر ہوگی صوبائی سطح پر بھی اکاؤنٹ کھولے جا سکتے ہیں۔

(ii) بنیادی طور پر پارٹی فنڈز کا انحصار پارٹی کے اراکین، عہدیداروں اور ہمدردوں پر ہی ہوگا۔ وفاقی/مرکزی کمیٹی فنڈز جمع کرنے کے اور طریقۂ کار کے بارے میں فیصلہ کرسکتی ہے یا خصوصی فنڈ کی اپیل کرسکتی ہے۔

(iii) پارٹی رکنیت کی تمام فیس مقامی یونٹ ضلعی اور صوبائی کمیٹی کے ذریعے وفاقی کمیٹی کو ادا کریں گے۔

(iv) پارٹی اراکین سے ماہانہ فیس پارٹی بنیادی یونٹ وصول کریں گے اور وصول شدہ رقم کا 25 فیصد حصہ بنیادی یونٹ 25 فیصد ضلع شہر اور 50 فیصد صوبے کے درمیان تقسیم کیا جائے گا۔

7.2 ادارہ تعلیم و تربیت

پارٹی اپنے اراکین اور ہمدردوں کی سیاسی تعلیم و تربیت کے لیے ایک خصوصی ادارہ تشکیل دے گی جس کا بنیادی کام پارٹی اراکین کے لیے محنت کشوں اور تمام محنت کار عوام کے حقوق ذمہ داریوں اور ان کی نظریاتی تربیت کرنے کی حکمت عملی ترتیب دینی ہوگی نیز پاکستان کی تاریخ آئینی اور جمہوری حقوق کی جدوجہد کثیر المعیشت، کثیر القومی اور طبقاتی سماج، جمہوریت اور اشتراکیت کے مختلف پہلوؤں مرحلوں اور صورتوں کا تعین کرنا اور پارٹی کے بنیادی اصولوں اور پروگرام پر جدوجہد کرنا ہوگا اس کام کے لیے یہ ادارہ تقریر، تحریر طباعت و اشاعت، اجتماع و جدوجہد کے

مختلف ذریعوں اور صورتوں کو کام میں لائے گا۔

ادارہ تحقیق و مشاورت

پاکستان کی معیشت، سیاست اور سماج کے مختلف شعبوں کے حوالے سے پارٹی ایک ادارہ تشکیل دے گی جس میں پارٹی ممبران کے علاوہ ہم خیال ماہرین کو بھی شامل کیا جاسکتا ہے جو بنیادی سماجی تبدیلی کی متبادل حکومت قائم کرنے کے لیے مختلف معاشی، سیاسی و سماجی شعبوں میں تحقیق و تصنیف کا کام کرے اور پارٹی کو ان شعبوں کی ترقی اور جدوجہد کے لیے مشاورت و معاونت بھی دے۔

☆☆☆

ضمیمہ 1

پارٹی دستور کے تیسرے ہی باب کی شق 3.3 ''وفاقی کمیٹی'' اور ذیلی شق (vi) وفاقی مرکزی کمیٹی میں خواتین کی نمائندگی کے متعلق ہے اور کہا گیا ہے کہ

(vi) وفاقی کمیٹی میں خواتین کی کم سے کم تعداد 33 فیصد ہوگی اور یہی اصول پارٹی کے تمام اداروں کے لیے نافذ ہوگا'' یہ بات اصولی طور پر تسلیم تو کر لی گئی ہے لیکن عملی طور پر فی الحال ممکن نہیں ہے کیونکہ پارٹی کے نیچے سے اوپر تک کے اداروں میں نہ تو عورتوں کی رکنیت زیادہ ہے اور نہ ہی نمائندگی 33 فیصد ہے لہٰذا اس بات کی شعوری کوشش کی جائے گی کہ آئندہ کانگریس کے انعقاد تک اس اصول پر عمل درآمد ہوسکے۔

ضمیمہ 2

''پارٹی دستور کی شق 3.5 (ii) میں کہا گیا ہے کہ پارٹی کے وفاقی مرکزی/صوبائی اور ضلعی سطح کے کسی ایک عہدے پر کوئی ساتھی لگاتار دو ٹرم سے زیادہ عرصے کے لیے منتخب نہیں ہوسکتا/سکتی''، مگر عملی صورتحال کے پیش نظر وفاقی/مرکزی و صوبائی کمیٹیوں کی اجازت سے ایک دفعہ ممکن ہوسکتا ہے جس کی منظوری متعلقہ کانگریس سے لازمی ہوگی۔